795

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،23۔نومبر2005

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات(محکمہ جات ایس اینڈ جی اے ڈی اور اطلاعات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ سرکاری کارروائی

مسودہ قانون(جو ایوان میں متعارف ہوگا)

مسودہ قانون کریمنل پراسیکیوشن سروس(تشکیل،فرائض اور اختیارات) پنجاب مصدرہ 2005

897

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تیئیسواں اجلاس

بدھ، 23۔نومبر 2005

(یوم الاربعاء، 20۔شوال 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 37 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَّيۡسَ ٱلۡبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمۡ قِبَلَ ٱلۡمَشۡرِقِ وَٱلۡمَغۡرِبِ وَلَٰكِنَّ ٱلۡبِرَّ مَنۡ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ وَٱلۡكِتَٰبِ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ وَءَاتَى ٱلۡمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ ذَوِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ وَٱلۡمَسَٰكِينَ وَٱبۡنَ ٱلسَّبِيلِ وَٱلسَّآئِلِينَ وَفِي ٱلرِّقَابِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَٱلۡمُوفُونَ بِعَهۡدِهِمۡ إِذَا عَٰهَدُواْۖ وَٱلصَّٰبِرِينَ فِي ٱلۡبَأۡسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَحِينَ ٱلۡبَأۡسِۗ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ صَدَقُواْۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُتَّقُونَo

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیت 177

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کو (قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ اور جب عہد کر لیں تو اس کو پورا کریں۔ اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (خدا سے) ڈرنے والے ہیںo

وما علینا الا البلاغo

سوالات

(محکمہ جات ایس اینڈ جی اے ڈی اور اطلاعات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ جات سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن اور اطلاعات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! کل کے اخبار میں ایک خبر لگی ہوئی تھی کہ ڈسٹرکٹ ناظم بہاولپور کو وزیر خزانہ پنجاب نے پچاس لاکھ کی گرانٹ دی ہے جس سے وہ نئی گاڑی خرید سکیں گے۔ بہاولپور ایک پسماندہ علاقہ ہے وہاں پر لوگوں کو پینے کے لئے صاف پانی دستیاب نہیں ہے۔ پہلے بھی ڈسٹرکٹ ناظم کے پاس دس گاڑیاں موجود ہیں۔ اگر فرد واحد کے لئے پچاس لاکھ خرچ کیا جاتا ہے تو ان غریبوں کا جن کے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf Q. No. 2262 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2262 دریافت کیا)

سرکاری رہائشوں کے الاٹیوں کے لئے Parent Scheme کا دوبارہ اجراء

*2262 **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمین ریٹائرمنٹ کے وقت اپنے ملازم بیٹی یا بیٹے کے نام سرکاری رہائش کی الاٹمنٹ منتقل کرا لیتے تھے جسے parent scheme کا نام دیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کو ختم کیا گیا ہے۔ جس سے ریٹائرڈ ملازمین رہائشی مشکلات کا شکار ہو گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت parent scheme کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے لیکن اس سکیم میں صرف گریڈ ایک سے گریڈ تیرہ (13) کے ملازمین کو حقدار قرار دیا گیا ہے۔

(ب) یہ سکیم اب بھی جاری ہے اسے ختم نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) یہ سکیم اب بھی جاری ہے۔ اسے ختم نہیں کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں سوال یہ کیا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمین ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے ملازم بیٹی یا بیٹے کے نام سرکاری رہائش گاہ کی الاٹمنٹ منتقل کرا لیتے ہیں جسے parent scheme کا نام دیا جاتا ہے۔" میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت گریڈ 13 سے اوپر کے ملازمین کو یہ سہولت دینے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ سہولت اصل میں چھوٹے ملازمین کے لئے ہوتی ہے کیونکہ ان کو، ان کی اولاد اور ان کے بچے کو رہائش ڈھونڈنے میں بہت زیادہ مشکلات ہوتی ہیں۔ جہاں تک گریڈ 13 سے اوپر کے ملازمین کا تعلق ہے تو ان ملازمین کا بیٹا یا بیٹی جس کو مکان دینا ہوتا ہے اس کی eligibility دیکھی جاتی ہے، eligibility یہ ہوتی ہے کہ اگر والد گریڈ 13 میں ہے اور بیٹا چوتھے سکیل میں ہے تو اس کو مکان نہیں دیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر سیکرٹری level کا بندہ ریٹائرڈ ہوتا ہے اور اس کا بیٹا گریڈ 11 میں ہے تو اس کو مکان تو نہیں دیا جا سکتا اس لئے بڑے افسران کو اس سکیم میں شامل نہیں کیا گیا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جیسے گریڈ 22 کا ملازم ریٹائرڈ ہو تو اس کے گریڈ 11 کے بیٹے کو وہ مکان نہیں دے سکتے ہیں۔ صرف یہ وضاحت فرما دیں کہ جی او آر۔I میں کیا جتنے لوگ رہ رہے ہیں وہ اپنے entitled house میں رہ رہے ہیں، کیا کسی ایسے سرکاری افسر جو ریٹائر ہو گیا ہو اور اس کی بیگم گریڈ 19 میں تھی اس کو گریڈ 22 کا گھر نہیں ملا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! رانا صاحب درمیان میں کوئی نہ کوئی ایسا پروگرام چلا دیتے ہیں کہ جس کی کوئی relevancy ہی نہیں بنتی۔ بات تو parent scheme کی ہو رہی ہے کہ یہ سکیم جاری ہے یا نہیں ہے؟ اس کے تحت کسی کو مکان مل سکتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے درمیان میں ایسا پروگرام چلا دیا کہ جس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کا جواب تھا کہ گریڈ 20 کا ملازم ہو تو اس کے گریڈ 11 کے بچے کو مکان نہیں مل سکتا۔ میرا ابھی یہی سوال ہے کہ اگر گریڈ 22 کا ملازم ریٹائر ہو گیا ہے اور اگر اس کا بیٹا یا بیوی گریڈ 18 یا 19 میں ہے تو کیا آپ نے اس طرح کی کوئی الاٹمنٹ تو نہیں کی ہے؟

وزیر خوراک: اس قسم کا کوئی کیس اگر آپ کے ذہن میں ہے تو point out کریں میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! چودھری صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سکیم کے تحت کتنے گھر parent سے ان کے بچوں کو منتقل ہوئے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! 20 لوگ ایسے ہیں جن کو اس سکیم کے تحت مکانات الاٹ ہوئے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! غریباں نال جیہڑی indiscrimination اے ایہہ گریڈ 18 تو یا 22 دے درمیان ای نہیں۔ رانا صاحب دا بڑا valid پوائنٹ سی کہ 13 گریڈ توں تھلے دے لوکاں نال زیادتی اے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ نشاندہی کر دیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وزیر صاحب یہ بیان فرما دیں کہ کیا ایسا نہیں ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: اگر یہ کہہ دیں کہ اس گریڈ میں کسی کو نہیں دیا گیا، اگر کہیں کہ دیا گیا ہے تو پھر یہ

خود بتائیں گے۔ میں کون سا یہاں پر ایف آئی اے میں لگا ہوا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ تو پھر fresh question بنتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر اسد اشرف صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: سوال نمبر 3664

لاہور میں صحافیوں کے لئے رہائشی کالونی کے قیام
اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*3664 ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے لاہور میں صحافیوں کے لئے کالونی بنانے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا مذکورہ کالونی کے قیام کے لئے جگہ حاصل کر لی گئی ہے تو کتنی اراضی کس جگہ مختص کی گئی ہے؟

(ج) مذکورہ کالونی میں کتنے اور کس کس سائز کے پلاٹ بنائے جائیں گے۔ پلاٹوں کی تفصیل سائز وار فراہم کی جائے؟

(د) مذکورہ کالونی میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا کیا طریق کار ہو گا؟

(ہ) کیا اس کالونی کے لئے کوئی کمیشن تشکیل دیا گیا ہے تو اس کمیشن میں شامل ممبران کے نام، عہدہ، گریڈ اور دیگر تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟

(و) اس کالونی میں فی مرلہ پلاٹ کی کتنی قیمت ہو گی؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے لاہور میں صحافی کالونی بنانے کا اعلان کیا تھا۔

(ب) صحافی کالونی کے قیام کے لئے موضع ہربنس پورہ تحصیل کینٹ میں 1489 کنال اراضی مختص کی گئی ہے۔

(ج) کالونی میں کل 1699 پلاٹ بنائے جائیں گے، جن میں 1410 دس مرلہ اور 289 پانچ مرلہ کے پلاٹ ہوں گے۔

(د) پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی اہلیت کے لئے پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایکٹ کے تحت 3 کیٹیگریز مرتب کی گئی ہیں:۔

1۔ لاہور پریس کلب کے کونسل ممبرز

2۔ محکمہ اطلاعات کے ملازمین اور

3۔ الیکٹرانک میڈیا کے ملازمین شامل ہیں۔

(ہ) صحافی کالونی کے لئے پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن قائم کی گئی ہے، بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں جبکہ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں سیکرٹری اطلاعات وثقافت پنجاب (کنوینر)، اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب محمد اصغر چودھری، قیصر امین بٹ اور اپوزیشن کا نمائندہ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب شامل ہیں۔ محکمہ اطلاعات وثقافت پنجاب نے اپوزیشن کے نمائندہ کی بطور ڈائریکٹر نامزدگی کے لئے سیکرٹری پنجاب اسمبلی اور اپوزیشن لیڈر محترم قاسم ضیاء سے درخواست کی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپوزیشن کا نمائندہ نامزد کریں۔

(و) صحافی کالونی میں 10 مرلہ پلاٹ کی قیمت ساڑھے تین لاکھ روپے اور 5 مرلہ پلاٹ کی قیمت پونے دو لاکھ روپے رکھی گئی ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! پہلے بھی ایک دفعہ یہ سوال آیا تھا تو اس وقت جواب موصول نہیں ہوا تھا اس کے بعد یہ سکیم اناؤنس کی گئی۔ یہ اس حکومت کا اچھا عملی قدم ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوسائٹی ڈویلپمنٹ کی کس stage پر ہے اور کب تک یہ complete ہوگی اور possession letter ان پریس گیلری کے ارکان کو، انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کو اور دوسری کیٹیگریز کو کب تک مل جائیں گے کیونکہ شنید ہے کہ ڈویلپمنٹ کے لئے جو ٹینڈر ہوئے تھے وہ منسوخ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس کا تمام lay out بن چکا ہے۔ اس پر جو انہوں نے سوال کئے ہیں ان کا جزوار جواب دے دیا گیا ہے۔ انہوں نے ڈویلپمنٹ کے بارے میں ضمنی سوال کیا ہے۔ ڈویلپمنٹ کے بارے میں یہ ہے کہ ایک سال کے اندر اندر ہم ڈویلپمنٹ کو مکمل کر دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق اس صحافی کالونی کے لئے ٹینڈر ہوئے تھے

جوکہ منسوخ ہو گئے ہیں تو میرا پہلا سوال ان سے یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ اس صحافی کالونی کے لئے ہونے والے ٹینڈر منسوخ ہو چکے ہیں اور سب سے سفید پوش طبقہ صحافیوں کا ہے اور نظر تو آتا ہے کہ یہ بہت امیر لوگ ہیں لیکن یہ بے چارے سب سے سفید پوش ہیں تو ایک سوال تو یہ ہے کہ کیا یہ ٹینڈر منسوخ ہوئے تھے اور دوسرا یہ ہے کہ پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایکٹ انہوں نے منظور کروایا تھا تو یہ ایکٹ کب آپ نے اسمبلی سے منظور کروایا تھا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! پہلے سوال کا پہلا حصہ کہ یہ ٹینڈر منسوخ ہوئے ہیں تو یہ routine کی بات ہے۔ اگر منسوخ ہوئے ہیں تو وہ دوبارہ ٹینڈر ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات ایسی وجوہات ہوتی ہیں کہ وہ compliance نہیں کر پاتے یا competition میں low standard companies آتی ہیں تو انہیں نہیں دیتے۔ اب یہ ٹینڈر دوبارہ ہو جائیں گے۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ particular مجھے بتائیں کہ اس ہاؤسنگ کالونی۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا سوال ہے کہ ٹینڈر منسوخ ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ٹینڈر کے بارے میں exact information اس وقت میرے پاس نہیں ہے کیونکہ جتنے جزہائے سوالات تھے ان کے بارے میں جواب دیا گیا ہے اور یہ بالکل علیحدہ ہے اس کے لئے مجھے تھوڑی سی مہلت دیں تو میں پتا کر کے بتا دوں۔ دوسرے سوال کا جواب ہے کہ یہ ایکٹ اسی اسمبلی نے پاس کیا تھا اور تاریخ کے بارے میں آپ اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھی پتا کر سکتے، ہیں نہیں تو میں پتا کر کے exact date دے دیتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ ٹینڈر میں competition ہوتا ہے اور کچھ کمپنیاں ایسی ہوتی ہیں جو substandard ہوتی ہیں تو کیا ایک رجسٹرڈ کمپنی جس کو ایک محکمہ نے رجسٹرڈ کر لیا ہے اس کمپنی کو اس میں رکھنا جائز ہے اگر نہیں تو یہ substandard companies کیسے رجسٹرڈ ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ میں نے کہا کہ ٹینڈر منسوخ ہونے کی کئی ایک وجوہات ہوتی ہیں اور جب تک competent کمپنی اور ان کے ایسے کوئی flows سامنے نہ آئیں تو اس وقت تک ان کو through کر دیا جاتا ہے ورنہ منسوخ کر کے دوبارہ کر دیئے جاتے ہیں اور یہ routine کا معاملہ ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! پریس کلب کے 923 ممبران ہیں جنہیں گورنمنٹ نے فارم issue کئے ہیں اور انہوں نے پہلی ہی فرصت میں ساڑھے چار کروڑ سے زائد رقم جمع کروادی ہے تو میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کب تک انہیں possession letter دے دیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات نے on the floor of the House یہ commit کیا ہے کہ ایک سال تک یہ پراجیکٹ مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! صحافی بھائیوں کے لئے یہ بڑی اچھی سکیم ہے اور اچھے کام کو آگے spread ہونا چاہئے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور، ملتان اور ڈیرہ غازی خان میں یہ سکیم کب تک شروع کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ مرحلہ وار وسائل کی دستیابی پر دو تین اضلاع میں کیا جارہا ہے اور ان میں یہ اضلاع بھی شامل کئے جائیں گے اور وزیر اعلیٰ صاحب کی اس اہم issue پر بہت بڑی نظر ہے اور وہ اس پر کام کر رہے ہیں اور جیسے جیسے وسائل دستیاب ہوں گے تو کر دیئے جائیں گے اور ابھی ایک ضمنی سوال کہ ایکٹ کب پاس ہوا تھا تو یہ ایکٹ مارچ 2004 میں اسمبلی سے پاس ہوا تھا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں جبکہ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں سیکرٹری اطلاعات وثقافت پنجاب کنوینر اور اراکین کے نام ہیں اور ساتھ ہی انہوں نے لکھا ہے کہ ایک ممبر اپوزیشن سے لیا جائے گا تو وزیر موصوف بتا دیں کہ وہ ممبر اپوزیشن سے لے لیا ہے with the consent of the Opposition Leader اور اگر لے لیا ہے تو ان کا نام بھی بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ہم نے اپوزیشن لیڈر سے درخواست کی ہوئی ہے کہ وہ nominate کریں تو جیسے ہی وہ nominate کریں گے تو notify کر دیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3701 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرکاری اشتہارات کی اشاعت کے لئے اخبارات، ادائیگیوں، بقایاجات اور ڈیفالٹرز کی تفصیلات

*3701 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک محکمہ اطلاعات کی وساطت سے کن کن اخبارات میں اشاعت کے لئے اشتہار جاری کئے گئے ہیں ان اخبارات کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) محکمہ ہذا نے اس وقت کن کن اخبارات کو ادائیگی بسلسلہ اشاعت اشتہار کرنا ہے۔ ان اخبارات کے نام اور رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت محکمہ اطلاعات نے اخبارات میں اشتہار کی اشاعت کی کتنی رقم کن کن محکمہ جات سے وصول کرنی ہے۔ ان محکمہ جات کے نام اور ان کے ذمہ رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان ڈیفالٹر محکمہ جات سے رقم کی وصولی کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک محکمہ اطلاعات کی وساطت سے جن جن اخبارات و جرائد کو اشاعت کے لئے اشتہارات جاری کئے جاتے رہے ہیں ان کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ تمام اخبارات کو 60 یوم کے بعد ریگولر اشتہارات (آئی پی ایل) کی ادائیگی کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں جن اخبارات / جرائد کو ماہ نومبر 2003 میں چھپنے والے اشتہارات کی ادائیگی کرنی ہے۔ ان کی تفصیل مع رقم ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم خصوصی اشاعتوں میں چھپنے والے اشتہارات (ایس پی ایل) اس شرط پر جاری کئے جاتے ہیں کہ ان کی ادائیگی متعلقہ اشتہار کے بل کی رقم متعلقہ محکمہ سے وصول ہونے پر کی جائے گی۔

(ج) اس وقت محکمہ ہذا نے ایس پی ایل اشتہارات کی مد میں جن محکمہ جات سے بقایا جات وصول کرنے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ جات سے رقم کی وصولی کے لئے محکمہ ان سب اداروں کو اور ان کے سربراہوں کو یاد دہانی کے خطوط لکھتا رہتا ہے۔ محکمہ خزانہ کو بھی کیس بھجوایا ہے کہ ان محکمہ جات سے ریکوری کروا دیں یا پھر سپیشل سپلیمنٹری گرانٹ جاری کر دیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال جز (ج) کے حوالے سے ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ محکمہ ہذا نے اس وقت S.P.L اشتہارات کی مد میں جن محکمہ جات سے بقایا جات وصول کرنے ہیں، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی جائے۔ اس میں صورتحال یہ ہے کہ یہ تفصیل بڑی لمبی چوڑی ہے۔ حکومتوں کے پاس یہ سب سے اہم حربہ ہوتا ہے کہ اگر اخبارات کا گلہ گھونٹنا ہو تو ان کے اشتہارات روک لئے جائیں یا ان کی payment روک لی جائیں اور پچھلے دنوں اخبارات میں بھی آیا کہ "نوائے وقت" کے اشتہارات روک لئے گئے ہیں، اسی طرح "جنگ" کے بھی کسی وقت اشتہارات روک لئے گئے تھے۔ یہ 2003 کی رپورٹ انہوں نے مجھے دی ہے اور پرسوں اس ہاؤس میں یہ پاس ہوا تھا کہ latest information دیا کریں گے تو یہ 2003 کے مطابق "نوائے وقت" کی رقم 12 لاکھ 61 ہزار اور روزنامہ "جنگ" کی 11 لاکھ 86 ہزار روپے انہوں نے دینے ہیں جو کہ

سال 2003 کا مختلف محکموں کے ذمے واجب الادا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2004 اور 2005 کی صورتحال کیا ہے اور کتنے پیسے ان اخبارات روزنامہ "جنگ" اور روزنامہ "نوائے وقت" کے مختلف محکمہ جات کے ذمے ہیں اور حکومت کے ذمے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ figures پوچھ رہے ہیں کہ کتنے پیسے ہیں اور کن اخبارات کے ہیں تو یہ اگر figures سے related ہو تو میرا خیال ہے کہ یہ fresh question بنتا ہے اور ویسے جو انہوں نے فرمایا ہے کہ اتنی لمبی چوڑی تفصیل لکھ کر رکھ دی ہے تو جو ہمارے پاس تفصیل تھی ہم نے وہی رکھنی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے دو اخبارات کا نام لے کر کہا ہے کہ ان کی اتنی رقم بنتی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جو تفصیل انہوں نے مجھے دی ہے وہ پڑھ لیں اور چلیں یہ بتا دیں کہ یہ رقوم 2003 کی ہیں، 2004 کی ہیں یا 2005 کی ہیں۔ یہ رقوم آپ کب تک ان اخبارات کو دیں گے اس چیز کی یقین دہانی کروا دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس بارے میں ہم نے لکھ دیا ہے اور یہ ہمارا routine کا معاملہ ہوتا ہے جن محکموں سے recovery نہیں ہوتی تو اس کے لئے ہم محکموں کو reminders بھیجتے رہتے ہیں اور اس میں بھی ڈیفالٹر محکمہ جات کے سربراہان کو جو ان کے Heads ہیں انہیں یاد دہانی کے لئے لیٹر لکھ دیئے ہیں اور محکمہ خزانہ کو بھی ہم نے یہ کیس بھجوا دیا ہے کہ اگر recovery کے لئے صورتحال ایسی گھمبیر ہے تو اس کے لئے سپیشل سپلیمنٹری گرانٹ ہمیں عطا کر دی جائے۔ جیسے ہی گرانٹ ملتی ہے تو انہیں ادائیگی کر دی جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! چودھری صاحب! ماشاء اللہ ماہر آدمی ہیں اور یہ سوال کو گول کر جاتے ہیں۔ Highlight کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ سوال کیا جائے تو اس پر کوئی عملدرآمد ہو جائے تو میرا ان سے سوال ہے یہ کہ یقین دہانی کروا دیں کیونکہ لیٹر تو گورنمنٹ لکھ رہی ہے اور ایک سال پہلے بھی یہاں بات ہوئی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم لیٹر لکھ رہے ہیں تو میرا ان سے سوال یہ ہے کہ یہ کب تک محکمہ جات سے انہیں رقوم دلوا دیں گے، یہ کوئی ٹائم بتا دیں کہ دو ماہ، تین ماہ یا چار ماہ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! محکمہ کا اپنا ایک process ہے اس کے لئے ہمارے پاس جیسے ہی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے رقم موصول ہوتی ہے تو بغیر کسی توقف کے ان کو pay کر دی جاتی ہے، process on ہے اور اس میں جیسے ہی رقم ہمارے پاس آئے گی تو ہم ان کو دے دیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب ان کا سوال ہے کہ کب تک دے دیں گے، اسی سال payment ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس کے لئے میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اس کو vigorously pursue کریں گے اور جلد سے جلد کروا دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پچھلے دنوں "نوائے وقت" کے اشتہارات بند رہے جس سے حکومت نے کوئی نیک نامی نہیں کمائی۔ ایک طرف تو پریس کی آزادی کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے اور دوسری طرف اس طرح کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے دنوں کافی عرصہ تک "نوائے وقت" کے اشتہارات بند رہے تو وہ کس بنیاد پر بند کئے گئے تھے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ سوال محکمہ جات کے بارے میں تھا اور میرے بھائی نے اس سے تھوڑا سا ہٹ کر سوال کیا ہے کیونکہ یہ بہت کم سوال کرتے ہیں اس لئے میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اخبارات کو اشتہارات دینے کا ایک set process ہے اور اس میں اشتہارات دینا کسی بھی حکومت کی discretion ہے، اس میں کسی اخبار کا استحقاق نہیں ہے اور اس پالیسی کو victimization کرنے کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا گیا۔ ان کی میڈیا لسٹ ہوتی ہے اور سٹال ویلیو لگا کر اور لوگوں کی acceptance لگا کر اس کے حساب سے دیتے ہیں۔ victimization کی بات اس میں کوئی نہیں ہے اور یہ گورنمنٹ پالیسی ہوتی ہے اور گورنمنٹ پالیسی میں اس کی discretion ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس پالیسی سے متعلق چودھری صاحب بیان دے رہے تھے وہ ان سے بالاتر ہے وہ ان سے متعلق ہے ہی نہیں۔ وہ اشتہارات کیوں بند کئے گئے تھے ان کو بند کرنے کی سیاسی وجوہات تھیں اس بات کا سارے ملک کو علم ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس رقم کا ذکر ہو رہا ہے تو اگر یہ misprint نہیں ہے تو یہ تقریباً 3 کروڑ 9 لاکھ 65 ہزار 4 سو 29 روپے بنتے ہیں یہ صرف گیارہ اور بارہ لاکھ کی بات نہیں ہے اس میں باقی اخبارات بھی شامل ہیں اور ہو سکتا ہے کہ باقی جو چھوٹے اخبارات ہیں ان کی مالی حالت ان دو بڑے اداروں سے بہتر نہ ہو۔ تو یہ 3 کروڑ 9 لاکھ 65 ہزار 4 سو 29 روپے کی رقم جو ہے یہ انہوں نے 2004-01-26 کو جواب دیا ہے تو اس کو تقریباً دو سال ہو گئے ہیں تو یہ فرمادیں کہ یہ تین کروڑ کی خطیر رقم کی اس وقت کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ اشتہارات جو محکمہ جات کی طرف سے آتے ہیں میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ continuous process ہے اس میں رقم accumulate ہونے کا سلسلہ نہیں ہے کہ تین کروڑ ہو جائے، پانچ کروڑ ہو جائے یا چھ کروڑ ہو جائے اور یہ اخبارات کو بھی پتا ہے کہ جو اشتہارات ہمارے پاس آ گئے ہیں اب یہ pay ہوئے بغیر نہیں رہیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال یہ ہے کہ یہ جواب 2004 میں دیا گیا تھا تو کیا اس کے بعد کوئی progress ہوئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس کے بعد اس میں سے کچھ payment ہو چکی ہے اور اگر یہ exact چاہتے ہیں تو اس کے لئے مجھے مہلت چاہئے میں ان کو exact figures لے کر دے سکتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس مہلت کا تقاضا چیئر سے کر رہے ہیں جب یہ رات یا ایک دن پہلے ان سوالات کی تیاری کے لئے بیٹھے تو کیا ان کا یہ کام نہیں تھا کہ 2004-01-26 کو آپ نے بتایا کہ تین کروڑ روپے کی رقم بقایا ہے اب یہ تین سے پانچ ہو گئی ہے یا تین سے پچاس لاکھ رہ گئی ہے؟ کیا یہ ان کا کام نہیں تھا یہ تو بالکل relevant بنتا ہے یہ اس کی information لیتے اور آج ہاؤس کو اس بات سے آگاہ کرتے یہ فرمائیں یا پھر یہ کہیں کہ یہ proper تیاری نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ تیاری کے بارے میں انہوں نے اپنے ضمنی سوال کے پہلے حصے میں ارشاد فرمایا تھا کہ یہ پالیسی ان سے بالا ہے تو جو ہم سے بالا چیزیں ہیں ان کا سوال ہی ان کو نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سوال ہی کچھ چیزوں کو تہہ و بالا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ پالیسی ان سے بالا ہے لیکن یہ ان سے بالا نہیں ہے۔ انہوں نے ہاؤس کو یہ جواب دیا ہے کہ answer-sheet پر موجود ہے۔ اس پر تاریخ 26-01-2004 لکھی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ تو relevant question ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ relevant question ہے اس کا یہ جواب دیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب ملک محمد اقبال چنڑ کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3714 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں سال 2003 میں درج مقدمات کی تمام تر تفصیلات

***3714 ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں سال 2003 میں کرپشن کے کتنے مقدمات درج کئے گئے ان کی ضلع وار تفصیل فراہم کی جائے۔ نیز اس ریجن میں کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے مقدمات کا چالان عدالتوں میں پیش کیا جا چکا ہے اور کتنے مقدمات ابھی زیر تفتیش ہیں۔ ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(ج) عدالتوں میں پیش ہونے والے کتنے مقدموں کے فیصلے ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی زیر التواء ہیں ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(د) کتنے مقدمات میں جن کے فیصلے ہو چکے ہیں ملزمان کو سزا ہوئی اور کتنے ملزمان بری ہوئے ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے مقدمات میں ملزمان کو جرمانہ کی سزا ہوئی اور جرمانہ کی رقم کس کس کھاتہ میں جمع ہوئی؟

(و) ان مقدمات کی پیروی پر حکومت نے کتنی رقم کن کن وکلاء کو ادا کی ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) انٹی کرپشن ملتان ریجن میں سال 2003 کے دوران درج ہونے والے مقدمات کی ضلع وار تفصیل نیز اس ریجن میں شامل اضلاع کے نام درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات
1۔	ملتان	108
2۔	خانیوال	33
3۔	لودھراں	37
4۔	وہاڑی	54
5۔	ساہیوال	40
6۔	پاکپتن	32
7۔	مظفر گڑھ	74
8۔	لیہ	20
9۔	ڈیرہ غازی خان	35
10۔	راجن پور	34
11۔	بہاولنگر	53
12۔	رحیم یار خان	107
13۔	بہاولپور	72
	میزان	699

(ب) سال 2003 میں عدالت میں پیش کئے جانے والے اور زیر تفتیش مقدمات کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات
1۔	ملتان	06
2۔	خانیوال	01
3۔	لودھراں	02
4۔	وہاڑی	03
5۔	ساہیوال	08
6۔	پاکپتن	06
7۔	مظفر گڑھ	02
8۔	لیہ	_
9۔	ڈیرہ غازی خان	04
10۔	راجن پور	04
11۔	بہاولنگر	12
12۔	رحیم یار خان	05
13۔	بہاولپور	04
	میزان	57

زیر تفتیش مقدمات

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات
1۔	ملتان	102
2۔	خانیوال	32
3۔	لودھراں	35
4۔	وہاڑی	51
5۔	ساہیوال	32
6۔	پاکپتن	26
7۔	مظفر گڑھ	72
8۔	لیہ	20
9۔	ڈیرہ غازی خان	31
10۔	راجن پور	30
11۔	بہاولنگر	41
12۔	رحیم یار خان	102
13۔	بہاول پور	68
	میزان	642

(ج) سال 2003 میں عدالت ہائے انٹی کرپشن ملتان ریجن سے چار مقدمات کا فیصلہ ہوا جن کی ضلع وار تفصیل اور زیر التواء مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 2003 میں عدالتوں سے فیصلہ شدہ مقدمات

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات
1-	ملتان	1
2-	مظفر گڑھ	1
3-	ڈیرہ غازی خان	1
4-	بہاولپور	1
	میزان	4

زیر التواء مقدمات

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات
1-	ملتان	5
2-	خانیوال	1
3-	لودھراں	2
4-	وہاڑی	3
5-	ساہیوال	8
6-	پاکپتن	6
7-	مظفر گڑھ	1
8-	لیہ	_
9-	ڈیرہ غازی خان	3
10-	راجن پور	4
11-	بہاولنگر	12
12-	رحیم یار خان	5
13-	بہاولپور	3
	میزان	53

(د) عدالت ہائے انٹی کرپشن ملتان ریجن سے سال 2003 میں 4 مقدمات کے فیصلے ہوئے اور تمام مقدمات میں ملزمان بری ہوئے جن کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات	بری	سزا
1-	ملتان	1	1	-
2-	مظفر گڑھ	1	1	-
3-	ڈیرہ غازی خان	1	1	-
4-	بہاولپور	1	1	-
	میزان	4	4	-

(ہ) سال 2003 کے فیصلہ شدہ مقدمات میں کسی ملزم کو سزا نہ ہوئی ہے۔

(و) انٹی کرپشن کے مقدمات کی پیروی اسسٹنٹ ڈائریکٹر پراسیکیوشن کرتے ہیں اور کسی وکیل کو ان مقدمات کی پیروی کے سلسلے میں کوئی ادائیگی نہ کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کا جواب 2004-03-03 کو موصول ہوا ہے انہوں نے اپنے جواب کے جز (ب) میں یہ بتایا ہے کہ 642 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ کیا یہ مقدمات چالان ہوئے ہیں یا خارج ہوئے ہیں ان میں سے کتنے مقدمات خارج ہوئے ہیں اور کتنے مقدمات چالان ہوئے ہیں اور جو چالان ہوئے ہیں ان کا گریڈ اور عہدہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! انہوں نے جس طرح سے تفصیل پوچھی ہے کہ زیر تفتیش مقدمات کتنے ہیں اور باقی جو مقدمات کی تفصیل ہے ضلع وار وہ بتائیں وہ ساری دی گئی ہے۔ اگلے سوال میں وہ تفصیل آ رہی ہے یہ اس کو پڑھ لیں، میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! چنڑ صاحب کا بڑا relevant سوال تھا کہ زیر تفتیش مقدمات 642 ہیں یہ 2004-03-03 کو تھے اب نومبر 2005 ہے اب ان 642 میں سے کتنے مقدمات ہیں جن کی تفتیش ہو گئی ہے ان کی latest position کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جو 642 مقدمات زیر تفتیش ہیں ان کی تفصیل اس وقت جو پوچھی گئی اس کے مطابق تو بتا دیا ہے۔ اب یہ پوچھ رہے ہیں کہ ان میں سے کتنے مقدمات کا مکمل چالان چلا گیا ہے اور کتنے مقدمات کا نہیں گیا چونکہ وہ تفصیل سوال میں انہوں نے پوچھی نہیں ہے لہذا وہ اس وقت نہیں بتائی جا سکتی۔ اس کے لئے یہ fresh question دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کو چاہئے تھا کہ جواب کو update کرتے۔ آج 23۔نومبر ہے۔ 23۔نومبر پر 642 مقدمات کی کیا پوزیشن ہے، یہ آپ نے محکمے سے پوچھ لینا تھا، آپ نے یہی

پوچھنا تھا کہ 642جو زیر تفتیش مقدمات تھے ان میں سے کتنے آگے عدالت میں چلے گئے ہیں یا ان کے پاس ابھی under investigation ہیں وہ کس stage پر ہیں؟ یہ دو سال بعد جواب آ رہا ہے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں اس پر آپ پھر رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس میں آگے وہ تفصیل پوچھی ہے کہ کتنے مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں اور کتنے مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ اس میں انہوں نے اتنا ہی پوچھا ہے وہ سوال کے مطابق بتا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اس کی تفصیل کیا آگے اگلے سوال میں آ رہی ہے؟

وزیر خوراک: جی، اگلے سوال میں تفصیل آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلے سوال میں تفصیل ہے۔ ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکمہ انٹی کرپشن کے جو rules & regulations ہیں اس کے مطابق ہوتا یہ ہے کہ اگر کوئی چھوٹا اہلکار کرپشن کرتا ہے تو فوراً مجسٹریٹ اور پولیس کا محکمہ جاتا ہے اور گرفتار کر لیتا ہے اور حوالات میں بند کر دیتا ہے لیکن یہ بات بھی ہم سب کو معلوم ہے کہ جو سینئر افسران ہیں، ڈی پی او ہیں، ڈی آئی جی ہیں، سیکرٹری ہیں، ایڈیشنل سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری ہیں یہ بھی کوئی پوتر نہیں ہیں، ان میں بھی کرپشن ہے۔ ان لوگوں کی کرپشن کو چیک کرنے کے لئے محکمہ انٹی کرپشن کے پاس کیا اختیارات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! محکمہ انٹی کرپشن میں شاید پہلے صورتحال اتنی بہتر نہ ہو جب سے ہماری حکومت آئی ہے اگر آپ دو منٹ دیں تو میں آپ کو اس کی تفصیل بتاؤں کہ کس طرح ہماری حکومت نے محکمہ انٹی کرپشن کو streamline کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ہم نے اس میں بڑی انقلابی تبدیلیاں کی ہیں، پہلے یہ محکمہ dead ہوا تھا اس کو دوبارہ revive کیا ہے اس لئے جو کام اچھا ہو اس کی تعریف بھی ہونی چاہئے۔ چیف منسٹر پنجاب کی ہدایت پر محکمہ انٹی کرپشن کو دو سال کے عرصے میں یہ سہولتیں دی ہیں جن میں تین نئے ریجن

بہاولپور، سرگودھا اور گوجرانوالہ کا قیام عمل میں آیا، اس میں ضلعی سطح پر ڈپٹی ڈائریکٹر اور اضافی عملہ کی تعیناتی کی ہے اور ضلعی دفاتر کو مؤثر بنایا گیا ہے۔ 40 فیصد سپیشل الاؤنس برائے انٹی کرپشن عملہ سٹاف، عملہ کو بہتر کارکردگی کا موقع دیا جاتا ہے اس لئے ان کو 40 فیصد سپیشل الاؤنس دیا گیا ہے۔ کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کمپیوٹر فراہم کئے گئے ہیں اور محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کو عملہ کی تعیناتی کے لئے خصوصی ہدایات دی گئی ہیں اور اندرونی وسائل جس کو Vigilance Wing کہتے ہیں اس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس کے بعد ڈپٹی ڈائریکٹر کو آرڈینیشن ہیڈ کوارٹر جو کہ بلاواسطہ ڈائریکٹر انٹی کرپشن کو جواب دہ ہے اس کے ذمے اندرونی اور بیرونی کرپشن کے متعلقہ معاملات کی نشاندہی اور اہم مقدمات میں مشاورت، تعاون اور امداد ہے۔ اس میں یہ چیزیں نئی شامل کی گئی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تو پوری رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب نے progress پوچھی تھی وہ progress بتا رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو چودھری صاحب فرما رہے ہیں یہ irrelevant ہے۔ انہوں نے جو جواب دیا ہے اس کی تاریخ 2004-03-03 ہے۔ اب یہ سوال 2003 کے مقدمات سے متعلق تھا۔ اب کارکردگی کا حال یہ ہے کہ انہوں نے 2003 میں جو مقدمات درج ہوئے ان کی تعداد 699 بتائی ہے اور پورے پنجاب میں کل 57 مقدمات کے چالان پیش ہوئے ہیں یعنی 699 مقدمات درج ہوئے اور صرف 57 کا چالان پیش ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس وقت پیش ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، اس وقت پیش ہوا یعنی 2004 میں اور باقی مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ ویسے تو انٹی کرپشن رولز کے مطابق چودھری صاحب اس بات کو سمجھتے ہیں کہ after inquiry مقدمہ درج ہوتا ہے اس کی پہلے preliminary inquiry ہوتی ہے اس کے بعد مقدمہ درج ہوتا ہے، straight away ایف آئی آر نہیں ہوتی پھر اس کے بعد تفتیش کا مرحلہ بڑا مختصر سارہ جاتا ہے اور جو C.R.P.C کے رولز ہیں اس کے مطابق چالان within 15 days or one month سپیشل کورٹ میں پیش ہونا ہوتا ہے لیکن اس تفتیش کے مرحلے کو سالہا سال اس لئے لٹکایا جاتا ہے کہ ملزمان کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ مدعیوں کو یا complainant کو pressurize کریں اور اس کے بعد صلح ہو جائے اور اس کی کارکردگی اب یہ بتا رہے ہیں کہ ان کو کمپیوٹر فراہم کئے ہیں یہ کیا

ہے، وہ کیا ہے۔ اب یہ آگے جاکر دیکھیں کہ سال 2003 کے فیصلہ شدہ مقدمات میں کسی ملزم کو سزا نہ ہوئی ہے ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور میں ٹوٹل 4 مقدمات کا فیصلہ ہوا ہے اور چاروں مقدمات کے ملزمان بری ہوئے ہیں یہ ان کی کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی on the floor of the House اس بات کو concede کیا ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن کے حالات پہلے بہت بہتر نہیں تھے۔ میں یہ بتا رہا تھا کہ اب progress کیا ہوئی ہے وہ بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے رانا صاحب بھی کبھی کبھی ذرا جلد بازی میں آ جاتے ہیں۔ مجھے صرف یہ بتانے دیں کہ progress کیا ہوئی ہے میں facts and figures کے ساتھ بتا رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری صاحب نے اگر progress بتانی ہے تو جو relevant information اس سوال میں پوچھی گئی ہے اس سے متعلق یہ progress بتائیں۔ یہ بتائیں کہ 699 مقدمات میں سے اب تک کتنوں کا چالان پیش کیا جا چکا ہے اور اس میں سے کتنوں کا فیصلہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے تھے کہ آگے سوال آنے والا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: وہ تو کمپیوٹر کا بتا رہے تھے کہ کمپیوٹر دے دیئے ہیں، تنخواہیں بڑھا دی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ جو آپ بات کر رہے ہیں اس کا آگے تفصیل کے ساتھ جواب آیا ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ relevant information دے دیں۔

وزیر خوراک: میں عرض کر رہا ہوں کہ latest information یہ جو ساری سہولتیں تھیں اس سے progress کیا ہوئی ہے، وہ اگر یہ سن لیں تو میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! 307 مقدمات میں 9321 ملین روپے کیش ریکوری ہوئی ہے اور 254 مقدمات میں 6107 ملین روپے کی ریکوری ہوئی ہے اور 2894 مقدمات میں سے 1565.89 لاکھ روپے کی ریکوری ہوئی ہے اور 21 فیصد ریکوری پہلے سے زیادہ ہوئی ہے، جو بہتری ہوئی ہے وہ بتا رہا ہوں۔ شکایات سیل میں 05-2004 میں 18188 شکایات موصول ہوئیں جو پچھلے مالی سال سے

4 فیصد زیادہ ہیں۔ انکوائری جو ہوئی ہیں وہ 05-2004 میں 9019 انکوائریاں شروع کی گئیں جو پچھلے سال سے 40 فیصد زیادہ ہیں۔ مقدمات جو 05-2004 میں ہیں وہ 2436 مقدمات درج ہوئے جو کہ پچھلے مالی سال سے 9 فیصد زیادہ ہیں۔ ریڈ جو 05-2004 میں ہوئے ہیں وہ 179 کئے گئے جو پچھلے مالی سال سے 143 کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔ ملزمان جو 05-2004 میں گرفتار ہوئے وہ 1525 ہوئے جن میں گزیٹڈ افسران کا بھی یہ پوچھ رہے تھے کہ ان کو ہاتھ ڈالا ہے یا نہیں وہ 117 گزیٹڈ افسران اس میں شامل ہیں۔ اشتہاری ملزمان کی جو گرفتاری ہوئی ہے، arrest of the PO'S وہ موجودہ ڈائریکٹر جنرل محمد اسلم گھمن صاحب نے اپنی تعیناتی کے فوراً بعد جولائی 2003 میں اشتہاری ملزمان کو پکڑنے کی مہم شروع کی، وہ اپنے محکمہ کو باقاعدہ پلان کر رہے تھے اس کے نتیجہ میں آج تک 521 اشتہاری ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور اے، سی عدالتوں میں جو چالان 2004-05 میں بھجوائے گئے ہیں وہ 1082 مقدمات کے چالان عدالتوں میں بھجوائے گئے ہیں جو پچھلے سال سے 40 فیصد زیادہ ہیں۔ اس لئے میں عرض کر رہا تھا کہ اچھے اقدامات کرنے سے کوئی بہتری آئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔ جی، آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں گے؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! ابھی میرے اسی سوال سے متعلقہ ایک دو ضمنی سوال ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس پر کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا اس پر ایک بڑا اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آگے اور سوال بھی ہیں، اور لوگوں نے بھی کرنے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! اس سے مختلف ہے۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 3724 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن ملتان میں تعینات ملازمین کی تفصیل

*3724 **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن کے اضلاع کے نام اور ان میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، عرصہ تعیناتی اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں اور کرپشن کی انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(د) ان ملازمین کو تنخواہ کی ادائیگی پر ماہانہ کتنی رقم خرچ ہوتی ہے اور انہوں نے سال 2003 میں کرپشن کے سلسلہ میں کتنی رقم برآمد کی ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں 13 اضلاع ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں نیز ان اضلاع میں تعینات ملازمین کی تفصیل مع نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، عرصہ تعیناتی اور پتاجات کی تفصیل (Annex A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نمبر شمار	نام ضلع
1-	ملتان
2-	خانیوال
3-	لودھراں
4-	وہاڑی
5-	ساہیوال
6-	پاکپتن
7-	مظفر گڑھ
8-	لیہ
9-	ڈیرہ غازی خان
10-	راجن پور
11-	بہاولنگر
12-	رحیم یار خان
13-	بہاولپور

(ب) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن کے اضلاع میں 31 ملازمین عرصہ 3 سال سے زائد ایک جگہ پر تعینات ہیں جن کی تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن کے کسی ملازم کے خلاف محکمانہ انکوائری یا کرپشن کی انکوائری زیر کارروائی نہ ہے۔

(د) ہر ضلع کے ملازمین کی ماہانہ تنخواہ کے خرچ کی تفصیل اور ان اضلاع میں سال 2003 میں کرپشن کی جو رقم برآمد ہوئی ہے اس کی ضلع وار تفصیل (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! ان کے اپنے جواب میں ہے کہ 31 ملازمین تین سال کے زائد عرصہ سے ملتان ڈویژن میں posted ہیں، کیا یہ ان کو مزید وہاں رکھنا چاہتے ہیں یا ان کا تبادلہ کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ اگر تفصیل جاننا چاہیں تو میں عرض کر دیتا ہوں۔ اس میں بہت چھوٹے low grade کے جو ملازمین ہیں، کوئی ایک آدھ انسپکٹر اور ایک سے تین تک کی تعداد ہے۔ باقی سارے کانسٹیبل، ہیڈ کانسٹیبل رینک کے بندے ہیں۔ ان کو ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں ٹرانسفر کرنا ان کے مالی حالات بھی خراب کرنے کے مترادف ہوتا ہے اور وہ بیچارے کام بھی تندہی سے کر نہیں سکتے۔ وہ چھوٹے ملازمین ہیں جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں، اس میں بڑا ملازم کوئی نہیں ہے، انسپکٹر ایک، دو یا تین ہیں جن کا عرصہ تعیناتی زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری صاحب نے جو فرمایا ہے اس میں میرا علم یہ ہے کہ جو انسپکٹر کے رینک کے لوگ انٹی کرپشن میں خدمات سرانجام دیتے ہیں انہیں پولیس سے لیا جاتا ہے۔ وہ زیادہ تر پولیس ملازم ہوتے ہیں۔ ان کا اس ضلع سے ٹرانسفر کیا جانا جو ہے یہ اس میں امر مانع نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ سے آتے ہیں اور اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ہی واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ لوگ وہاں پر آ کر جو مختلف معاملات میں involve ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد پھر ان کا وہاں سے واپس جانے کو جی نہیں چاہتا تو یہ چونکہ ایک سروس rule ہے کہ کسی محکمے میں یا کسی ایک ہی جگہ پر اگر کوئی ملازم تین سال سے زیادہ تعینات رہے تو اس سے بے شمار قسم کی خرابیاں جنم لیتی ہیں تو اس میں یہاں پر تین

انسپکٹر ہیں اور تینوں تقریباً زائد از پانچ سال وہاں پر تعینات ہیں۔تینوں کا عرصہ جو ہے وہ ایک کا سات سال ہے، ایک کا پانچ سال ہے اور پھر ایک کا سات سال ہے۔اس کے بعد جو کانسٹیبلان صاحبان ہیں وہ پندرہ پندرہ سال، دس دس سال سے وہاں پر ان کی تعیناتی ہے تو یہ جو خلیفے وہاں پر انھوں نے بٹھائے ہوئے ہیں جنھوں نے لوگوں کے ساتھ وہاں پر مک مکا کیا ہوا ہے اور لوگوں کو انفارمیشن مہیا کرتے ہیں، لوگوں کو بلیک میل کرتے ہیں، منتھلیاں لیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

رانا ثناء اللہ خان: ان لوگوں کو یہ ٹرانسفر کریں۔کیوں نہیں یہ ان کو ٹرانسفر کرتے؟ انھوں نے یہ جو جواز پیش کیا ہے کہ وہ اسی ضلع سے ہیں اور ان کو اس ضلع سے باہر نکالنا بڑا مشکل ہے۔باہر نکالنے والی تو بات ہی نہیں ہے۔وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں واپس جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کانسٹیبل level کے بندے کو اب دوسرے ضلعوں میں بھجوانا ان کی مالی مشکلات میں اضافہ کرنے کے مترادف ہے۔انھوں نے جو افسران کی بات کی ہے تو اس میں اس وقت صرف دو آفیسرز ہیں، انسپکٹر level کے صرف دو بندے ہیں جن کی تعیناتی تین سال سے زیادہ ہے، باقی 99 فیصد ہم تبدیل کرتے رہتے ہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، چودھری صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ جو لوگ دوسرے محکموں سے ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں، پولیس سے اگر کوئی کانسٹیبل آیا ہوا ہے اور اس کو دس یا پندرہ سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے تو وہ واپس اپنے محکمے میں چلا جائے، دوسرا اس کی جگہ پر محکمے میں آ جائے گا۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! کوئی نہ کوئی کانسٹیبل ہی آئے گا اور وہ ادھر کا ہی رہنے والا ہو گا تو اگر یہ اس کو نامناسب سمجھتے ہیں تو اس پر عمل کروایا جا سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو نیا کانسٹیبل آئے گا اسے منتھلی والی جگہ تلاش کرنے کے لئے کم از کم چھ ماہ تو لگیں گے۔چھ ماہ کا عرصہ جو ہے اس میں محکمے کی کارکردگی بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اس پر سوچ بچار کر لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں مناسب میرے یا چودھری صاحب کے سمجھنے کی بات نہیں

ہے۔یہ باقاعدہ سروس rule ہے، یہ قانون ہے کہ کوئی آدمی ایک جگہ پر تین سال سے زیادہ تعینات نہیں رہ سکتا۔یہ انسپکٹر صاحبان جو ہیں، دو سات سال سے ہیں اور ایک پانچ سال سے ہے۔یہ جو آپ نے information ہمیں مہیا کی ہے۔یہ 88 کانسٹیبلان 1993,94 سے وہاں پر بیٹھے ہیں، یہ سارے جو ہیں یہ اس محکمے کی کارکردگی میں مانع ہیں اس لئے یہ فرمائیں کہ یہ جو متعلقہ قانون اور ضابطہ ہے اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے ان کو کتنی دیر میں اپنے محکمے میں واپس بھجوائیں گے؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع سے باہر نہیں، یہ اسی ضلع کی پولیس سے یہاں پر ڈیپوٹیشن پر آئے ہیں، یہ اپنے محکمے میں واپس اسی ضلع میں چلے جائیں گے، یہ ضلع سے باہر ٹرانسفر نہیں ہوں گے۔ یہ بتائیں کہ یہ کتنی دیر میں exercise complete کرلیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں نے تو بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔پھر بھی میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر کوئی بہتری، یہاں کوئی بحث برائے بحث کی بات نہیں ہے۔اگر سمجھتے ہیں کہ اس سے محکمے کی کارکردگی میں کوئی بہتری آ سکتی ہے تو ان کی تجویز پر غور ہو سکتا ہے۔ میں ان کی پوری recommendation ان کو بھجواؤں گا کہ جو بھی افسران اگر دو بھی ہیں اور وہ زیادہ عرصہ سے بیٹھے ہیں تو ان کو وہاں سے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن میں عرض کر رہا ہوں کہ 99 فیصد جو ہیں وہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔اگر دورہ گئے ہیں اور ان کو نظر آتا ہے کہ اس سے کوئی بہتری آئے گی اور کانسٹیبل بدلنے سے کوئی بہتری آتی ہے تو اس میں کوئی آڑے آنے والی بات نہیں ہے۔ان کو ہدایت کی جا سکتی ہے کہ اس میں بہتری لانے کے لئے جو بھی اقدامات ہو سکتے ہیں وہ انشاء اللہ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: سوال نمبر 3865

جناب سپیکر: سوال نمبر 3865، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

جناب سمیع اللہ خان: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

حکومتی کارکردگی پر مبنی اشتہارات اور اخراجات کی تفصیل

*3865 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ایک سال مکمل کرنے پر اپنی کارکردگی کے بارے میں اخبارات ورسائل میں اشتہارات دیئے ہیں؟

(ب) اگر درج بالا درست ہے تو ماہ نومبر، دسمبر 2003 کو جاری کئے گئے، اشتہارات کی تفصیل مع اخراجات بیان کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) جی ہاں۔ مختلف محکموں نے اپنی ایک سالہ کارکردگی کے بارے میں اشتہارات اخبارات میں دیئے۔

(ب) مختلف محکموں کی طرف سے شائع کروائے گئے، اشتہارات کی تفصیل مع اخراجات درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	عنوان	محکمہ	اخراجات
1۔	خوشحال کسان پاکستان۔۔۔مضبوط	زراعت	811212/-
2۔	صحت سہولت عام نہیں کام۔۔۔وعدے	صحت	1123975/-
3۔	انفارمیشن ٹیکنالوجی کا فروغ	انفارمیشن ٹیکنالوجی	906988/-
4۔	مویشی پال کسانوں کی بہبود کے لئے	لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ	496410/-
5۔	صحیح سمت میں کام میں تعلیم عام۔۔۔پنجاب	تعلیم	1368227/-
6۔	مال کینال انڈر پاس	کیمونیکیشن اینڈ ورکس	553746/-
7۔	نہروں میں آخر تک پانی خوشحالی کی نشانی۔۔۔ہر سو	آبپاشی	586161/-
8۔	جس بستی میں اپنا گھر چاند گھر۔۔۔وہ بستی	ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ	518653/-
	ٹوٹل		63,65,372/-

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تقریباً 63 لاکھ روپے کے اشتہارات پنجاب حکومت کی کارکردگی کے حوالے سے دیئے گئے ہیں تو میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کس قانون کے تحت کوئی حکومت اپنی کارکردگی پر اشتہار دے سکتی ہے؟ چونکہ awareness کے لئے تو اشتہارات دیئے جا سکتے ہیں۔ اگر کوئی ڈیپارٹمنٹ اپنی کوئی سکیم شروع کرتا ہے تو عوام کو awareness دینے کے لئے تو دیئے جا سکتے ہیں لیکن حکومت ایک سال، دو سال یا پانچ سالہ کارکردگی پر اشتہارات کے لئے دے سکتی ہے۔ وہ پارٹی تو اپنی کارکردگی پر اشتہار اپنے پارٹی فنڈ سے دے سکتی ہے کہ ہماری پارٹی کی حکومت نے یہ کیا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔آپ کا ضمنی سوال ہو گیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: لیکن یہ حکومتی خزانے سے اپنی کارکردگی کے حوالے سے کس قانون کے تحت یہ اشتہار دیئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر سی اینڈ ڈبلیو!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! کس قانون کے تحت یہ اشتہار دیئے گئے ہیں؟اشتہار دینے کے لئے کوئی بندش والا قانون نہیں ہے۔ جہاں پر کوئی بندش کا قانون نہ ہو وہاں پر کوئی بیریئر نہیں ہوتا،آپ بتادیں کہ کس قانون کے تحت اشتہار نہیں دیئے جا سکتے تو پھر میں اس کا جواب گزارش کر دیتا ہوں۔ کوئی قانون بندش کا نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا منسٹر صاحب اس طرح سے سوال کا جواب دے سکتے ہیں؟ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اب یہ ان کی حالت کا اندازہ لگالیں کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ جب یہ بجٹ رکھا جاتا ہے تو اس میں واضح ہوتا ہے کہ اس کو عوام کی awareness کے لئے اشتہار دیئے جائیں گے۔ اس میں واضح ہے، اگر یہ قانون کا پوچھتے ہیں۔ اس میں کہیں performance کا لفظ نہیں ہے۔ یعنی کہیں یہ لفظ نہیں ہے کہ کوئی حکومت اپنی performance میں یہ بجٹ untilize کرے گی۔ آخر حکومت کے خزانے میں عوام کے ٹیکسوں کا پیسا ہے۔ اس پر آپ کی پوری بجٹ دستاویز میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ آپ حکومت کی performance پر اشتہار نہیں دے سکتے تو اگر یہ حکومت کو، پرویز الٰہی صاحب کو یا پرویز مشرف صاحب کو اخبارات میں اپنے تصویروں والے اشتہار دینے کا شوق ہے تو وہ اپنی پارٹی مسلم لیگ (ق) کے فنڈ سے وہ تصویروں والے اشتہار دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں جناب کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ تمام قواعد وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اشتہارات دیئے گئے ہیں، اس میں کوئی violation نہیں ہے۔ میں یہ statement on the floor of the House دے رہا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہماری جو achievement ہے، جو کچھ ہم نے کیا ہے اس بابت لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے مشتہر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ کوئی اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ ہماری حکومت نے مفت تعلیم مہیا کرنے، missing facilities, improvement, new recruitment، نئے کالجوں اور نئے سکولوں کے لئے 7۔ارب روپے لگائے ہیں۔ اس 7۔ارب روپے کے against لوگوں کی آگاہی کے لئے تاکہ وہ اس سے صحیح استفادہ کر سکیں 1.368 million روپے لگا دیئے جاتے ہیں تو کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہمارے خلاف جو disinformation پھیلائی جاتی ہے لوگوں کو صحیح صورتحال سے آگاہ کرنے لئے یہ ہمارے لئے ضروری ہے۔ یہ سب کچھ قواعد و ضوابط کے اندر رہتے ہوئے کیا گیا ہے، اس میں کوئی violation نہیں ہے۔ اگر کوئی violation انھیں نظر آئی ہے تو اسے point out کریں، اس پر کارروائی کی جائے گی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے سوال کچھ کیا ہے اور وہ جواب کچھ دے رہے ہیں۔ میں مثال دے کر کہتا ہوں کہ لاہور کا ایک انڈر پاس ہے، یہاں بہت پسماندہ اضلاع ہیں جہاں پینے کے لئے صاف پانی بھی میسر نہیں ہے۔ لاہور کا ایک انڈر پاس ایک کروڑ روپے میں بنا ہے جبکہ اس بابت ساڑھے پانچ لاکھ روپے کے اشتہارات دیئے گئے ہیں۔ اپنے لیڈروں کی تصویریں لگا کر اشتہار دیئے گئے ہیں۔ میرا سوال کارکردگی کے حوالے سے تھا۔ میں نے awareness کے بارے میں نہیں پوچھا۔ دوبارہ اسی پوائنٹ پر آتا ہوں کہ جس کا جواب ان کے پاس نہیں ہے۔ حکومت کی کارکردگی کے حوالے سے اگر کوئی اشتہارات دینے ہیں تو وہ مسلم لیگ اپنے پارٹی فنڈز سے دے، قوم کے ٹیکسوں سے اپنی کارکردگی کے حوالے سے یہ اشتہارات نہیں دے سکتے اگر دے سکتے ہیں تو کس قانون کے تحت؟ اب یہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں قانون خاموش ہے۔ جب قانون خاموش ہو تو پھر جنگل راج والی بات تو نہیں ہونی چاہئے۔ انھوں نے کہا ہے کہ قانون خاموش ہے اگر قانون خاموش ہو تو یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں؟ اس قوم کے خزانے سے جس طرح جی چاہے کھیل سکتے ہیں۔ یہ ان کی statement ہے آپ نکلوا لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ اس میں کوئی barrier نہیں ہے۔ اس کی بندش کے لئے کوئی قانون نہیں ہے کہ یہ نہیں دیئے جا سکتے۔ Categorically یہ قانون نہیں ہے۔ یہ حکومت کے کارنامے ہیں، حکومت کی کارکردگی ہے لہذا حکومت کے خزانے سے

اشتہارات دیئے گئے ہیں۔ مسلم لیگ اپنی سیاسی کارکردگی کے حوالے سے علیحدہ اشتہارات دیتی ہے۔ حکومت کی کارکردگی کے حوالے سے قواعد وضوابط کے مطابق اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ یہاں پر کوئی بندش نہیں ہے، کوئی barrier نہیں ہے۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ جہاں پر کوئی بندش نہ ہو، کوئی barrier نہ ہو تو وہاں پر کوئی اخلاقی ضابطہ بھی لاگو ہوتا ہے یا نہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! وہاں پر تمام اطراف کے اخلاقی ضابطے لاگو ہوتے ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ہم بچوں کو سکولوں میں داخل کروانے کی مہم کے حوالے سے بی بی سی اور سی این این میں اشتہارات دے سکتے ہیں؟ دوسرا یہ جواب 28-04-2004 میں آیا ہے اس کے بعد جتنے اشتہارات دیئے گئے ہیں کیا ان کی تفصیل وزیر صاحب کے پاس موجود ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ہمارے خزانے سے جو ادائیگی ہوئی ہے اس کے بارے میں تفصیل دے دی گئی ہے۔ دوسرا بی بی سی اور سی این این میں ہماری طرف سے کوئی اشتہار نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال فیض اللہ کموکا صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 3947- اس کا جواب پڑھا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے جناب فیض احمد کموکا کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3947 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ماتحت عدلیہ کے لئے بیرونی امداد اور ماتحت عدلیہ کے جج صاحبان کی تنخواہ / سہولیات میں اضافہ کا مسئلہ

*3947 جناب فیض اللہ کموکا: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بیرونی مالیاتی اداروں نے پنجاب میں ماتحت عدلیہ کی بہتری کے لئے کوئی امداد یا قرض دیا ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں یا نہ میں ہے تب بھی کیا حکومت ماتحت عدلیہ کے ججوں کی تنخواہوں اور دیگر سہولیات میں اضافہ کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) جی ہاں! ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے اپنے Access to Justice پروگرام کے تحت پنجاب ماتحت عدلیہ کی بہتری کے لئے سال 03-2002 میں 140.212 ملین، سال 04-2003 میں 370.276 ملین اور سال 05-2004 میں 741.112 ملین روپے پنجاب حکومت کو وفاقی حکومت کے ذریعے فراہم کئے ہیں۔ علاوہ ازیں سال 06-2005 میں اب تک اس مد میں 988.263 ملین روپے پنجاب کو فراہم کئے جا چکے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے سال 2001 میں ماتحت عدلیہ کے ججوں کی تنخواہوں میں دیگر صوبائی ملازمین کے مقابلہ میں ایک Judicial Allowance بحساب 2000 روپے ماہانہ کا اضافہ کیا تھا۔ علاوہ ازیں ایک اور خصوصی اضافہ Judicial Allowance کے نام سے سال 2004 میں کیا گیا ہے۔ جس کی نسبت ڈسٹرکٹ، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن ججز کو ماہانہ 5000 روپے اور سول ججز کو ماہانہ 4000 روپے اضافی الاؤنس ادا کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو ایک مشہور quote version کروں گا کہ Justice delayed is justice denied انھوں نے جواب میں بتایا ہے کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے عدلیہ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے 988.263 ملین روپے فراہم کئے ہیں۔ اس وقت پوری قوم عدلیہ کی کارکردگی کے حوالے سے شاکی ہے۔ سول کے مقدمات کئی سالوں تک چلتے رہتے ہیں تو انصاف کی جلد فراہمی کے لئے حکومت نے کیا کیا اقدامات تجویز کئے ہیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جس فنڈ کی معزز رکن نے بات کی ہے اس سے حکومت پنجاب نے سال 2001 میں ماتحت عدلیہ کے ججوں کی تنخواہوں میں دیگر صوبائی ملازمین کے مقابلہ میں ایک Judicial Allowance بحساب 2000 روپے ماہانہ شروع کیا تھا۔ اس میں ایک اور خصوصی اضافہ جس کو ہم AJP کہتے ہیں 2004 میں کیا گیا ہے جس کی نسبت ڈسٹرکٹ، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن ججوں کو ماہانہ 5000 روپے اور سول ججوں کو ماہانہ 4000 روپے اضافی الاؤنس دیا جا رہا ہے۔ یہ

ساری مالی سہولتیں اس لئے دی جا رہی ہیں کہ جج صاحبان پاکستان کی عوام کو، خصوصاً پنجاب کی عوام کو بہترین انصاف مہیا کر سکیں۔ اگر آپ جج صاحبان کو facilitate کریں گے تو تب ہی وہ یہ کر سکیں گے۔ اس فنڈ کا استعمال بالکل صحیح ہوا ہے۔ میرے فاضل دوست نے دوسری بات عدالتوں پر اعتماد کے حوالے سے کہی ہے تو میں عرض کروں گا کہ عدالتوں پر اعتماد ہی ملک کی ساکھ ہوتی ہے اور یہ اعتماد قائم رہنا چاہئے اور اعتماد کے ساتھ انھیں عزت دینی چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد وقاص صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال محترمہ فرح اقبال خان صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فرح اقبال خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 4137 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صحافیوں کی فلاح و بہبود اور سہولیات کے حکومتی منصوبہ جات کی تفصیل

*4137 محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں صحافیوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی پروگرام حکومت کے زیر غور ہے تو ان منصوبہ جات کی تفصیلات بیان فرمائیں؟

(ب) حکومت نے صوبہ میں صحافیوں کے لئے کس کس جگہ سرکاری زمین پر کالونیاں بنائی ہوئی ہیں؟

(ج) کیا صوبہ میں کسی صحافی کو سرکاری زمین الاٹ کی گئی ہے۔ تفصیل 1980 سے آج تک کی بیان فرمائیں اگر ہاں تو اس صحافی کا نام اور سرکاری اراضی مع جگہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) حکومت پنجاب کے پیش نظر صحافیوں کی فلاح و بہبود کے متعلق کئی منصوبے زیر غور ہیں ان میں سے اہم ترین منصوبہ لاہور میں صحافیوں کی رہائشی کالونی کی تعمیر کے لئے اراضی کا بندوبست اور خرید شامل ہے۔ اس مقصد کے لئے پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں صوبائی اسمبلی کے قانون کی حتمی توثیق کر دی ہے۔ یہ فاؤنڈیشن لاہور اور اس کے باہر راولپنڈی، ملتان اور دوسرے دیگر اضلاع میں

بھی ایسی ہاؤسنگ سکیمیں شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہاؤسنگ سکیموں کے علاوہ حکومت پنجاب مستحق صحافیوں کو وقتاً فوقتاً مالی امداد بھی مہیا کرتی رہتی ہے۔

(ب) صحافیوں کے لئے پہلی رہائشی کالونی لاہور میں ہی بنائی جا رہی ہے۔

(ج) 1980 سے لے کر اب تک صوبہ پنجاب میں محکمہ اطلاعات وثقافت وامور نوجوانان حکومت پنجاب کی زیر نگرانی کوئی سرکاری زمین صحافیوں کو الاٹ نہیں کی گئی۔ البتہ حکومت پنجاب زمین خرید کر رہائشی کالونی بنانے اور پریس کلبوں کی معاونت سے صحافیوں کو آسان اقساط پر پلاٹ الاٹ کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ فرح اقبال خان: جناب سپیکر! جز(ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ 1980 سے لے کر اب تک صوبہ پنجاب میں محکمہ اطلاعات وثقافت وامور نوجوانان حکومت پنجاب کی زیر نگرانی کوئی سرکاری زمین صحافیوں کو الاٹ نہیں کی گئی۔ البتہ حکومت پنجاب زمین خرید کر رہائشی کالونی بنانے اور پریس کلبوں کی معاونت سے صحافیوں کو آسان اقساط پر پلاٹ الاٹ کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے اب اس جواب کی وصولی کو ڈیڑھ سال ہونے کو آیا ہے تو کیا اس عرصے میں کالونی کے لئے کوئی پلاننگ کی گئی ہے اور اگر نہیں کی گئی تو یہ کب تک ہو گی؟

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے اسی نوعیت کا ایک سوال کیا گیا تھا اور وزیر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب دے دیا تھا۔ اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سوال نمبر 4377 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

2000 تا 2004۔ ملازمین کے بچوں کو جاری کردہ ملکی وغیر ملکی تعلیمی وظائف کی تفصیلات

*4377 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب نے جنوری 2000 سے جنوری 2004 تک کتنے گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے۔ Year Wise بتائیں؟

(ب) کتنے گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو بیرون ملک تعلیمی وظائف پر بھیجا گیا۔ ضلع وار بتائیں؟

(ج) کیا باہر بھیجنے والے گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو میرٹ پر بھیجا گیا اور میرٹ کیا ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بینوولینٹ فنڈ سے صوبائی دفتر بہبود فنڈ لاہور اور ڈویژنل / ضلعی بہبود فنڈ بورڈز نے جنوری 2000 سے جنوری 2004 تک گزیٹڈ ملازمین کے 13,866 بچوں DM کو اور نان گزیٹڈ ملازمین کے 59,206 بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے۔ ان کی Year wise تفصیل درج ذیل ہے:۔

تعلیمی سال / عرصہ	گزیٹڈ ملازمین کے بچے	نان گزیٹڈ ملازمین کے بچے
1999-2000	2,696	13,577
2000-2001	1,928	12,763
2001-2002	3,665	13,171
2002-2003	5,577	19,695
کل میزان	13,866	59,206

(ب) بہبود فنڈ قوانین میں کسی سرکاری ملازم (گزیٹڈ یا نان گزیٹڈ) کے بچوں کو تعلیمی وظائف پر بیرون ملک بھیجنے کی گنجائش نہ ہے اس لئے بہبود فنڈ سے تعلیمی وظائف پر کسی سرکاری ملازم کے کسی بچے کو بھی بیرون ملک نہیں بھیجا گیا۔

(ج) بہبود فنڈ سے کسی بھی گزیٹڈ یا نان گزیٹڈ سرکاری ملازم کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک تعلیمی وظیفہ پر نہیں بھیجا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ حکومت پنجاب نے جنوری 2000 سے جنوری 2004 تک کتنے گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے اس کے جواب میں جو تفصیل دی گئی ہے اس میں صرف 13,866 بچوں کو جو کہ ہماری آبادی کا 80 فیصد ہیں تعلیمی وظائف دیئے گئے ہیں۔ میرا ان سے پہلا سوال یہ ہے کہ تعلیمی وظائف دینے کی شرائط اور

معیار کیا ہے؟ اور دوسرا کیا حکومت بہبود قوانین میں تبدیلی لانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر کوئی گزیٹڈ یا نان گزیٹڈ ملازم کا بچہ intelligent ہے، وہ اس قابل ہے کہ اسے foreign میں اعلیٰ تعلیم کے لئے بھیجا جائے تو کیا حکومت اس بہبود فنڈ میں سے اس بچے کو اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک بھیجنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا اس حوالے سے کوئی تجویز ان کے زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے بیک وقت دو ضمنی سوال پوچھے ہیں۔ ایک انھوں نے فرمایا کہ اہلیت برائے تعلیمی وظائف کیا ہے، اس میں کچھ نمبروں کی حد بھی رکھی ہوئی ہے، حاضر سروس اور ریٹائرڈ ملازمین کے جو بچے 50 فیصد تک نمبر لیتے ہیں ہم انھیں یہ سہولت دیتے ہیں، جو ملازمین دوران سروس انتقال کر جاتے ہیں ان کے بچوں کو جماعت اول سے مابعد جتنی بھی کلاسیں ہوں یہ سہولت دی جاتی ہے اور ان میں نمبروں کی کوئی حد نہیں رکھی گئی تاکہ یتیم بچوں کی پرورش ہو سکے۔ جو ملازمین معذوری کی بناء پر ریٹائر ہوتے ہیں ان کی بھی یہی صورتحال ہے۔ سرکاری ملازمین کے جو سپیشل بچے ہوتے ہیں خدا نخواستہ کوئی بچہ disable ہے تو اس میں بھی جماعت اول سے لے کر مابعد کی کلاسوں میں دیتے ہیں اور اس میں بھی نمبروں کی شرط نہیں رکھی گئی۔ وظیفہ دینے کی یہ شرائط ہیں اور میرے فاضل دوست نے جو figures پڑھے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ وہ بچوں کی تعداد ہے روپوں کی تعداد نہیں ہے۔ بے شک ذرا دوبارہ پڑھ لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، ٹھیک ہے۔ یہ سالانہ تقریباً تین ہزار بچوں کو وظائف دیتے ہیں۔ اب آپ پنجاب کی آبادی دیکھ لیں اور اس میں غریب ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے بچوں کے وظائف کی حالت بھی دیکھ لیں۔ چودھری صاحب میرے دوسرے سوال کا بھی جواب دے دیں کہ کیا گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک بھیجنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس میں گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کی 2 فیصد کٹوتی ہے۔ اس میں پول کے اندر جو فنڈ ہوتا ہے اس کی بھی گنجائش دیکھنی پڑتی ہے۔ سرکاری ملازمین سے جو 2 فیصد کٹتا ہے اور جو رقم پول میں جمع ہوتی ہے اس سے تو ان غریب بچوں کو مشکل سے اپنے ملک کے اندر ہی پڑھایا جا

سکتا ہے۔ انھیں باہر نہیں بھیجا جا سکتا، باہر تو بڑی فیسیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح گزیٹڈ افسر کی بھی یہی پوزیشن ہے۔ جن کے پاس وسائل ہیں وہ تو باہر بھجوا سکتے ہیں لیکن یہاں پر بچوں کی پرورش کرنا زیادہ ضروری ہے۔ اگر اضافی وسائل ہوں تو پھر لگائے جا سکتے ہیں لیکن اضافی وسائل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، اگلا سوال۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کافی سوال ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! مختلف categories کی جو اعلیٰ تعلیم ہے اس میں ایک بچے کو کتنا وظیفہ دیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! کلاسوں کے حساب سے دیا جاتا ہے۔ بیرون ملک کے لئے تو میں نے عرض کر دیا ہے کہ ہم دیتے ہی نہیں ہیں لیکن lower classes کے لئے تھوڑا اور باقی کے لئے زیادہ دیا جاتا ہے۔ جس طرح ان کی کلاسیں ہوں انہی کے مطابق انھیں وظیفہ دیا جاتا ہے تاکہ یتیم اور غریب بچے پڑھ سکیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ کیا ریٹ ہے۔ میرا سوال بالکل specific ہے کہ انجینئرنگ کے لئے کتنا دیتے ہیں، میڈیکل کے لئے کتنا دیتے ہیں اور پوسٹ گریجوایشن کے لئے کتنا دیتے ہیں، وہ ذرا specific بتا دیں کیونکہ میری معلومات کے مطابق وظیفہ اتنا کم ہوتا ہے کہ اس سے ان کا گزارا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ نیا سوال بنتا ہے۔ اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5260 اور میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور سے جاری ہونے والے اخبارات و جرائد
اور سرکاری اشتہارات کے اجراء کی پالیسی کی تفصیل

*5260: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور سے جو اخبارات و جرائد شائع ہوتے ہیں ان کے پبلشرز کی تفصیل نیز ان میں سے کتنے اخبارات و جرائد باقاعدگی سے شائع ہوتے ہیں اور کتنے ڈمی ہیں۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) اخبارات کو سرکاری اشتہارات کے اجراء کی پالیسی کیا ہے نیز صوبائی حکومت نے یکم جنوری 2003 تا 30۔جون 2004 کتنی مالیت کے اشتہارات جاری کئے ہیں۔ ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) لاہور میں باقاعدگی سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد 1975 ہے۔ان کے پبلشرز کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان میں ڈمی اخبارات و جرائد کی تعداد 188 ہے۔ تفصیلی فہرست بطور ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) وہ اخبارات و جرائد جو وفاقی حکومت کی مرتب کردہ میڈیا لسٹ میں شامل ہیں ان کو سرکاری اشتہارات، ان کی سرکولیشن، سٹال ویلیو اور حکومت کی جانب سے مرتب کردہ پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے جاری کئے جاتے ہیں۔ صوبائی حکومت نے یکم جنوری 2003 تا 30۔جون 2004 جتنی مالیت کے اشتہارات جاری کئے ہیں ان کی تفصیل بطور ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! صرف ایک سال کے اشتہارات کے متعلق سوال پوچھا گیا تھا۔ صوبائی حکومت نے جو اشتہارات دیئے ہیں یہ صرف ان کی مالیت ہے۔اس میں روزنامہ "جنگ" کو 7 کروڑ 43 لاکھ 3 ہزار 888 روپے کے اشتہارات دیئے گئے ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں ''نوائے وقت''

اور "خبریں" کو تقریباً آدھی رقم کے اشتہارات دیئے گئے ہیں۔اسی طرح سے نیوز "ڈان" اور "نیشن" میں بھی یہی صورتحال ہے کہ ایک گروپ کے اخبارات کے اشتہارات کی رقم دوسرے سے تقریباً double ہے۔ تو حکومت کی کیا پالیسی ہے جس بنیاد پر اخبارات کو اشتہارات دیتے ہیں۔ میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ یہ رقم حکومت کو ٹیکسوں سے حاصل ہوتی ہے لیکن حکومت خود کو محفوظ رکھنے اور اخبارات کو بلیک میل کرنے کے لئے اس رقم میں اتار چڑھاؤ کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں پہلے تو رانا صاحب کے آخری فقرے پر معترض ہوں کہ حکومت کے کسی Act سے بلیک میلنگ کا کوئی رخ نکلتا ہے یا ایسی نیت ہے۔اب میں گزارش کرتا ہوں کہ اخبارات میں اشتہارات دینے کی یہ پالیسی ہے کہ وہ اخبارات وفاقی حکومت کی مرتب کردہ میڈیا لسٹ میں شامل ہوں اور میڈیا لسٹ وفاقی حکومت بناتی ہے۔ سرکاری اشتہارات ان اخبارات کی سرکولیشن، stallvalue اور حکومتی کی مرتب کردہ پالیسی اور discretion کے مطابق دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ پالیسی کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ہماری پالیسی یہ ہے کہ ہمارے بندے on the spot جا کر stallvalue and circulation value کو assess کرتے ہیں اور اس assessment کے report کے مطابق اشتہارات دیئے جاتے ہیں ممکن ہے ان میں تھوڑا بہت فرق پڑ جاتا ہو۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تھوڑا سا فرق نہیں ہے بلکہ یہ تو بہت فرق ہے۔ میں نے جن اخبارات کا ذکر کیا ہے سب کو پتا ہے کہ ان کے ریکارڈ کے مطابق ان کی stallvalue اور سرکولیشن میں کوئی خاص فرق نہیں ہے لیکن ان کے حساب سے فرق ایک اور دو کا ہے۔ انھوں نے جو stallvalue and circulation value کا کہا ہے۔اس کے علاوہ انھوں نے کہا ہے کہ حکومت کی جانب سے مرتب کردہ پالیسی کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں ان کے سوال کو سمجھ نہیں پایا کہ انھیں "جنگ" کو زیادہ ملنے پر اعتراض ہے یا دوسروں کو کم ملنے پر اعتراض ہے۔ میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ یہاں پر

تمام اخبارات کی تنظیمیں ہیں۔ حکومت کے ساتھ ان کے مذاکرات ہوتے رہتے ہیں۔ وہ اپنی representation دیتے رہتے ہیں اور ہم ان کے grievances کو forward کرتے ہیں اور انھیں redress کرتے رہتے ہیں۔ ہماری پالیسی یہ ہے کہ circulation on the spot اور خصوصاً ہم stallvalue دیکھتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے ذہن میں کسی بھی اخبار کے ساتھ victimization والی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ کسی کو کم یا زیادہ ملنے پر ہمیں اعتراض نہیں ہے۔ میرا version یہ ہے کہ ''نوائے وقت'' اور ''جنگ'' کی سرکولیشن اور stallvalue تقریباً ایک جیسی ہے اسی طرح سے ''ڈان'' اور ''نیوز'' کی stallvalue and circulation تقریباً ایک جیسی ہے لیکن ان کی مرتب کردہ پالیسی کی وجہ سے ایک اور دو کا فرق ہے یعنی double اور کروڑوں روپے کا فرق ہے تو یہ حکومت کی مرتب کردہ پالیسی کی وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں ان کی statement کو صحیح نہیں سمجھتا کہ سرکولیشن بالکل ایک جیسی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ سرکولیشن میں بہت فرق ہے اور اس کے مطابق اشتہارات جاری کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! کافی سوال ہو گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کے پاس figures ہیں تو بتادیں کہ ''ڈان'' کی سرکولیشن کیا ہے اور ''نیوز'' کی کیا ہے۔ ''جنگ'' کی سرکولیشن کیا ہے اور ''نوائے وقت'' کی کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ان کا اگلا سوال یہ ہو گا کہ ان کے کتنے ملازمین کے پاس موٹر سائیکل ہیں اور کتنے loan پر ہیں اس کے لئے تو نیا سوال چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ سرکولیشن ایک جیسی نہیں ہے۔ It means کہ ان کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے، ان کے پاس کوئی figures نہیں ہیں۔ انھوں نے

ہاؤس میں اندازے سے یہ بات کہہ دی ہے کہ فلاں کی سرکولیشن زیادہ ہے اور فلاں کی کم ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اپنی گفتگو اور جواب میں یہ فرمایا ہے کہ---

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

شیخ اعجاز احمد: ہم stallvalue اور سرکولیشن چیک کرتے ہیں، دوسرا ہم اپنے بندے بھجواتے ہیں تو میں ان سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بندے بھجواتے ہیں کیا ان کو recruit کرتے ہیں یا کون سے بندے بھجواتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ہم ڈیپارٹمنٹ کے آدمیوں کو بھیجتے ہیں لیکن اگر یہ ڈیپارٹمنٹ کے آدمیوں کو بندے نہیں سمجھتے تو یہ علیحدہ بات ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے بندے بھیجتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈیپارٹمنٹ کے لوگ جاتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ادھر ملاحظہ فرمائیں کہ وزیر قانون وزارت اطلاعات کے افسروں کو جھاڑیں مار رہے ہیں۔ آپ خود ملاحظہ فرمالیں۔

جناب سپیکر: وہ واپس آ رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! آپ خود ملاحظہ فرمالیں کہ وہ کھڑے ہو کر افسران کو جھڑکیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! محترم آغا صاحب ہمارے ساتھی ہیں میں ان سے بات کر رہا تھا لیکن مجھے بڑا افسوس ہے اور مجھے اس کی تھوڑی سی تحقیق کرنا پڑے گی کہ ان دنوں بگو صاحب کو میرے ساتھ کوئی خصوصی محبت ہو رہی ہے کیونکہ یہ میری ہر بات پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ میں انتہائی احترام کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے محترم ساتھی سے بات کر رہا تھا اور ابھی بھی ان کی درخواست میرے ہاتھ میں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! یہاں پر میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ راجہ صاحب کے ساتھ مجھے بڑی محبت ہے یہ بات میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں۔ مجھے ان سے بڑی محبت ہے۔ جب سرکولیشن کی بات ہوئی تھی تو رانا صاحب نے سوال پوچھا کہ کتنی سرکولیشن ہے۔ وزیر قانون صاحب نے آفیسرز گیلری میں اشارہ کیا کہ کتنی سرکولیشن ہے۔ یہ وہاں پر وہ سرکولیشن لینے گئے اور آپ نے ملاحظہ کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ کاغذ میرے ہاتھ میں موجود ہے آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ یہ کس کے متعلق ہے۔ میں تو معزز رکن کے پاس گیا تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ --

جناب سپیکر: بگو صاحب تشریف رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو: بس میری ان سے یہ تھوڑی سی گزارش ہے کہ یہ غصے میں نہ آیا کریں۔ یہ تھوڑا سا غصے میں آجاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ بگو صاحب اور راجہ صاحب کی جو محبت ہے ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن اس محبت میں rules کو violate نہیں کرنا چاہئے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا کوئی منسٹر یا کوئی معزز ممبر جب House in session ہو تو گیلری میں جا کر کسی سے رابطہ کر سکتا ہے یا کوئی گفتگو کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں کرنا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: لیکن وہ فرما رہے ہیں کہ وہ تو معزز رکن کے پاس گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: معزز رکن تو گیلری میں بیٹھ ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں، گیلری میں نہیں وہ سامنے گل آغا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ گیلری میں گئے ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 5468۔

ملازمین بہاولپور میوزیم کی تنخواہوں اور مراعات کا مسئلہ

5468 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور کا میوزیم حکومت کے کنٹرول میں ہے اور اس کے ملازمین پر گورنمنٹ کے تمام قواعد و ضوابط لاگو ہوتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاولپور میوزیم کے ملازمین کو قواعد و ضوابط کے مطابق تنخواہیں، پنشن اور دیگر سرکاری مراعات سے محروم رکھا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میوزیم کے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں، پنشن، دیگر سرکاری الاؤنس اور مراعات بہاولپور میوزیم کے ملازمین سے کہیں زیادہ ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تفاوت کی وجہ بتانے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) بہاولپور میوزیم ایک خود مختار ادارہ ہے جس کا قیام "دی پنجاب گورنمنٹ ایجوکیشنل اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ آرڈیننس 1960 (XI of 1960) کے تحت عمل میں آیا۔ بہاولپور میوزیم کے ملازمین پر بہاولپور میوزیم ریگولیشن 1998 لاگو ہوتے ہیں۔

(ب) بہاولپور میوزیم کے ملازمین کو پنشن نہیں مل رہی تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے دورہ بہاولپور میوزیم مورخہ 11-06-2004 کے موقع پر اس بات کا نوٹس لیا اور پنشن جاری کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس مقصد کے لئے سمری برائے اجراء پنشن جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو چٹھی نمبری SO(B&A)(INF)3-18/96-215 بتاریخ 09-09-2004 کو ضروری

کارروائی کے لئے بھیج دی گئی ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)مزید برآں ملازمین کو تنخواہیں قواعد وضوابط کے مطابق ادا کی جاتی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ لاہور میوزیم کے ملازمین کو پنشن مل رہی ہے جبکہ بہاولپور میوزیم کے ملازمین اس سہولت سے محروم ہیں تاہم سرکاری الاؤنسز اور تنخواہیں قواعد و ضوابط کے مطابق دی جاتی ہیں۔

(د) تنخواہیں ومراعات قواعد وضوابط کے مطابق دی جارہی ہیں۔پنشن کے اجراء کے لئے سمری وزیراعلیٰ پنجاب کو بھیج دی گئی ہے۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ ہمارے بعض دوست یہاں پر بڑے ناراض ہوتے ہیں کہ جب ہم اپنے علاقہ کے ساتھ ہونے والے امتیازی سلوک کے بارے میں بات کرتے ہیں تو وہ ناراض ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ تعصب کی بات کرتے ہیں حالانکہ ہم تو اس علاقے کی نمائندگی کرتے ہیں اور یہ حکومت کی بہتری میں ہوتا ہے کہ اگر کوئی اس طرح کا امتیازی سلوک ہے---

جناب سپیکر:ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جو امتیازی سلوک ہے وہ ختم ہو جائے۔اب اس سوال کے جواب میں آپ دیکھ لیں۔جز(ج)کے اندر انہوں نے یہ کہا ہے کہ

(ج) یہ درست ہے کہ لاہور میوزیم کے ملازمین کو پنشن مل رہی ہے جبکہ بہاولپور میوزیم کے ملازمین اس سہولت سے محروم ہیں تاہم سرکاری الاؤنسز اور تنخواہیں قواعد و ضوابط کے مطابق دی جاتی ہیں۔

یعنی یہ کتنی بڑی disparity ہے اسی لئے ہم یہاں پر چیخ وپکار کرتے ہیں کہ اس طرح کا رویہ آپ اختیار نہ کیا کریں۔اس سے ہمارے علاقے کے اندر محرومیاں پیدا ہوتی ہیں۔بہر حال اس پر میں خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ جناب وزیراعلیٰ صاحب تشریف لائے،بہاولپور ڈویژن میں گئے یہ بات ان کے نوٹس میں آئی---

جناب سپیکر:آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں ضمنی سوال یہ کر رہا ہوں کہ یہ جو سمری بہاولپور میوزیم کے ملازمین کو پنشن دینے کے حوالے سے انہوں نے 2004-09-09 کو بھجوائی تھی اس کا جواب 2004-12-24 کو آیا ہے۔ کم و بیش ایک سال ہو گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ سمری منظور ہو گئی ہے اور کیا آئندہ بہاولپور میوزیم کے ملازمین کو پنشن ملا کرے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ضمنی سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو انہوں نے محرومیوں کے بارے میں qualifying statement دی ہے کہ یہ بات کرنے سے ناراض ہوتے ہیں میں اس کو on the floor of the House clear کرنا چاہتا ہوں کہ اس بات سے بالکل ناراض نہیں ہوتے۔ جناب کی وساطت سے نشاندہی کرنا ان کا حق ہے اور ہمارا بھی فرض ہے کہ اگر کسی جگہ پر ناانصافی ہو تو اس کو redress کیا جائے۔ میں اس سمری کے بارے میں گزارش کرتا چلوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب جب دورہ بہاولپور کے دوران میوزیم میں گئے تو اس وقت ان کو پتا چلا اور اس کی وجوہات بھی یہ ہیں کہ بہاولپور میوزیم ایک autonomous body ہے۔ اس کے اپنے rules and regulations ہیں جو انہوں نے خود فریم کئے ہیں۔ اسی جگہ پر رہنے والے لوگوں نے جو بھی rules frame کئے ان کی compliance ہونی تھی۔ پنشن کا نہ ہونا یا جو کچھ بھی ہے انہوں نے اپنے رولز خود فریم کئے ہوئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی جو personality ہے اس کی وجہ سے یہ ہوا۔ ان کو جب یہ بتایا گیا تو انہوں نے اس کو suo moto لیا اور انہوں نے کہا کہ یہ نہیں ہونا چاہئے حالانکہ وہ rules اس autonomous body نے خود بنائے ہوئے ہیں۔ اب جبکہ یہ سمری ہم نے move کر دی ہے تو اس کے لئے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ نے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو refer کیا ہے اور اس کے pros and cons اور finances کے بارے میں پوچھا ہے۔ اس لئے میں ڈاکٹر صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں بہت جلد اس سمری کو اس کے اپنے positive انجام تک پہنچانے کے لئے پایہ تکمیل تک پہنچا دوں گا۔ آج میرے نوٹس میں یہ بات آئی ہے تو اس کو میں بہت جلدی کروا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے refer date کی ہے کہ 2004-12-24

کو اس سوال کا جواب اسمبلی میں آ گیا تھا۔ کم و بیش ایک سال اس معاملے کو ہو گیا ہے اس میں راجہ ظہیر صاحب سے میں گزارش کروں گا کہ اس کو time limit کر دیں۔ مثلاً تین مہینے میں کروا لیں گے، چھ مہینے میں کروا لیں گے یعنی چھ مہینے کا ٹائم بھی ہم دینے کے لئے تیار ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اس معاملے کو ایک دفعہ settle ہو جانا چاہئے۔ چھ مہینے کا بھی آپ کہہ دیں ہمیں منظور ہے۔

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ نہایت ہی قابل احترام بھائی ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی دی ہوئی مدت جو چھ ماہ انہوں نے فرمائی ہے اس مدت کے اندر اس سمری کو approve کروا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ٹھیک ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی ہم نے یہاں پر دیکھا کہ 2004 میں وزیر اعلیٰ صاحب بہاولپور میں تشریف لے گئے تھے اور مجمع اکٹھا کر کے، کیونکہ الیکشن کے لئے وہ گئے تھے اور وہاں جا کر اس کی announcement کر کے آ گئے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو commitment پوری نہیں کی جا سکتی کیا عوام کے ساتھ ایسی commitment کرنا اور ایک سال سے زیادہ اس کو لٹکا دینا اور اب چھ مہینے کا اور ٹائم بھی دیا جا رہا ہے کیا عوام کے ساتھ زیادتی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: ان کا مسئلہ حل ہو رہا ہے اسے ہونے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! کیا یہ زیادتی نہیں ہے یعنی اس کو کرنے کے لئے ابھی ڈیڑھ سال اور چاہئے۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ کام نہیں ہو سکتا تھا تو مجمع لگا کر اس کو announce کرنے کی ضرورت کیا تھی؟

جناب سپیکر: محترمہ! وزیر موصوف نے on the floor of the House یقین دہانی کروا دی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! الیکشن کے سلسلے میں گئے تھے اور وعدہ کر کے آ گئے جو وہ پورا

نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے،آپ تشریف رکھیں۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک: جناب والا!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر!محکمہ اطلاعات کے بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع راولپنڈی میں سول، سیشن وایڈیشنل سیشن ججز کی تعداد اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*4058. جناب محمد وقاص: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں اس وقت کتنے سیشن وایڈیشنل سیشن جج اور سول ججز تعینات ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے کیا لائحہ عمل ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس وقت راولپنڈی میں ایک ڈسٹرکٹ سیشن جج 16 یڈیشنل سیشن ججز، ایک سینئر سول جج اور 29 سول ججز کی اسامیاں ہیں۔ان میں سر دست 4 اسامیاں ایڈیشنل سیشن ججز اور اسامیاں سول ججز صاحبان کی خالی ہیں۔

(ب) ماتحت عدلیہ سول ججز خالی اسامیوں کی بھرتی کے سلسلہ میں لاہور ہائی کورٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے براہ راست رابط کرتی ہے۔مزید برآں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن ججز کی خالی اسامیوں کے لئے ہائی کورٹ خود امتحان وانٹرویو لینے کی مجاز ہے۔

جون 2003 تا حال، S&GAD میں بھرتی کی تفصیل

*4851 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جون 2003 سے آج تک سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سول سیکرٹریٹ لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتا جات، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر بھرتی اخبارات میں اشتہار کے بعد ہوئی تو ان اخبارات کی نقل مع تاریخ اور نام بیان فرمائیں؟

(ج) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ تشکیل دینے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر مذکورہ بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام وغیرہ کی تفصیل الگ دی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یکم جون 2003 سے آج تک سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سول سیکرٹریٹ لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام افراد کی بھرتی بذریعہ اخبار اشتہار ہوئی۔ یہ اشتہار روزنامہ "نوائے وقت" اور روزنامہ "دن" مورخہ 10-جون 2003 کو شائع ہوئے۔ (منسلکہ ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) بھرتی ہونے والے افراد کی میرٹ لسٹ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرٹ بنانے کا طریق کار ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ میرٹ تشکیل دینے والے افراد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے جونیئر کلرک

1-	مظفر محمود	ایڈیشنل سیکرٹری (ایڈمن)	ایس اینڈ جی اے ڈی (گریڈ 19) (حال تعینات ایڈیشنل سیکرٹری محکمہ جنگلات)
2-	وسیم رضا جعفری	ڈپٹی سیکرٹری (ریگولیشن)	ایس اینڈ جی اے ڈی (گریڈ 18)

3۔	محمد اسلم	ڈپٹی سیکرٹری (پرسانل)	ایس اینڈ جی اے ڈی (گریڈ 18) حال تعینات محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی لاہور

ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے نائب قاصد

1۔	محمد اسلم	(بی ایس 18) ڈپٹی سیکرٹری (پرسانل)	ایس اینڈ جی اے ڈی، حال تعینات محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی لاہور
2۔	شہنشاہ فیصل عظیم	(بی ایس 17) سیکشن آفیسر (ویلفیئر۔ون)	ایس اینڈ جی اے ڈی
3۔	محمود جاوی	د(بی ایس 17) سیکشن آفیسر (پی۔ III)	ایس اینڈ جی اے ڈی

ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے ڈرائیور

1۔	اعظم سلیم	ایڈیشنل سیکرٹری (گریڈ 19)	پروکیورمنٹ اینڈ ٹرانسپورٹ، ایس اینڈ جی اے ڈی (حال تعینات ڈی سی او چکوال)
2۔	ملک محمد وارث	ڈپٹی سیکرٹری (موٹر ٹرانسپورٹ)	گریڈ 18، ایس اینڈ جی اے ڈی
3۔	غلام صغیر شاہد	موٹر ٹرانسپورٹ آفیسر، گریڈ 17،	ایس اینڈ جی اے ڈی، حال تعینات محکمہ مینجمنٹ اینڈ پروفیشنل

ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے چوکیدار، ڈسپیچ رائڈر، ویٹر

1۔	عارف انور بلوچ	ایڈیشنل سیکرٹری (ویلفیئر) گریڈ 19، ایس اینڈ جی اے ڈی
2۔	شہنشاہ فیصل عظیم	سیکشن آفیسر (ویلفیئر۔ون) گریڈ 17، ایس اینڈ جی اے ڈی
3۔	مسز عائشہ احمد	سیکشن آفیسر (ویلفیئر۔فور)، گریڈ 17، ایس اینڈ جی اے ڈی

(د) اس سوال کا جواب شق (ج) کے جواب میں درج ہے۔

(ہ) کسی بھی شخص کو قواعد میں نرمی کرکے بھرتی نہیں کیا گیا۔

پالیسی کے خلاف، بلا استحقاق و میرٹ الاٹمنٹس کا جواز اور حکومتی اقدامات

*5953 رانا آفتاب احمد خان اور محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ الاٹمنٹ پالیسی آف ایس اینڈ جی اے ڈی 1997 کے مطابق سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ صرف صوبائی اسمبلی پنجاب، سول سیکرٹریٹ اور لاہور ہائی کورٹ کے ملازمین کو ہی ان کے گریڈ/استحقاق کے مطابق خالصتاً میرٹ پر کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق کسی بھی ملازم کو سرکاری رہائش کی temporary allotment نہیں کی جا سکتی، اگر جواب ہاں میں ہے تو فلیٹ

نمبرFA-6، فلیٹ نمبرFN-90اور کوارٹر نمبرE-48وحدت کالونی لاہور کی الاٹمنٹ محکمہ بلڈنگ اور محکمہ ایجوکیشن کے ملازمین کو کون سے میرٹ اور پنجاب حکومت کی کون سی پالیسی کے مطابق کی گئی اور آیاBPS-11کوThree four roomاورBPS-Iکو two room juniorالاٹ ہو سکتا ہے۔اگر نہیں تو فلیٹ نمبرFA-6اورFN-90کن حالات کے تحت کن بنیادوں پر الاٹ کئے گئے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت جز(ب)میں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین کو حکومت کی الاٹمنٹ پالیسی کے برعکسout of turnاور عارضی الاٹمنٹ کرنے والے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے ویلفیئر ونگ کے ذمہ دار افسران و اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست ہے۔تاہم بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین جو ہمہ وقت فرائض منصبی الاٹیوں کی شکایات کو رفع کرتے ہیں ان کے لئے بھی سرکاری کوارٹر مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ الاٹمنٹ پالیسی میں ایسی کوئیprovisionنہ ہے البتہ چونکہ مذکورہ ملازمین کی تعیناتی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سرکل13وحدت کالونی میں ہے اور وحدت کالونی میں ان کی موجودگی الاٹیوں کی شکایات کو بروقت رفع کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ لہذا ان کے ہمہ وقت فرائض منصبی کو مدنظر رکھتے ہوئے الاٹمنٹس کی گئیں۔یہ ملازمین اپنی تنخواہ سے فلیٹ کی کیٹیگری کے مطابق ماہانہ کرایہ بھی کٹوا رہے ہیں۔مزید برآں عمومی طور پر ملازمینindependentگھروں کو ترجیح دیتے ہیں۔جہاں تک کوارٹر E-48 وحدت کالونی کی الاٹمنٹ کا تعلق ہے۔اس کا الاٹی محکمہ تعلیم میں ملازم نہ ہے بلکہ بورڈ آف ریونیو میں تعینات ہے، جس کا نام اسٹیٹ آفس میں رجسٹرڈ ہے اور اس کو الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا7کے تحت اس کے استحقاق کے مطابق کی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے۔یہ الاٹمنٹس مفاد عامہ کے تحت کی گئی ہیں۔یہ الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی کی منظوری سے کی گئیں۔لہذا کسی کے خلاف کارروائی کا جواز نہیں بنتا۔

لاہور میں سرکاری رہائشوں کے مالکانہ حقوق کا مسئلہ

*6065 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے لاہور اور صوبہ کے دیگر شہروں میں سرکاری رقبہ پر قابض عوام کو مالکانہ حقوق دینے کا اعلان کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں سرکاری ملازمین جن مکانوں میں بطور الاٹی رہائش پزیر ہیں، ان کا کرایہ ہر ماہ ادا کرتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان مکانوں کے الاٹیوں کو بھی مکان کے مالکانہ حقوق دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سوال محکمہ ہذا سے متعلقہ نہ ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) نہیں، کیونکہ یہ مکانات سرکاری ملازمین کو دوران ملازمت رہائشی سہولت کے طور پر الاٹ کئے جاتے ہیں اس لئے رواں ضرورت کے پیش نظر ان مکانات کو مالکانہ حقوق پر نہیں دیا جا سکتا۔

سرپلس پول، ایس اینڈ جی اے ڈی، سروس رولز اور ملازمین کی مستقل تعیناتی کا مسئلہ

*6352: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن پنجاب میں سرپلس پول کا سیکشن موجود ہے جس میں گزشتہ دس سالوں سے افسران اپنی مستقل تعیناتی کے منتظر ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرپلس پول کے کوئی سروس رولز نہ ہیں؟

(ج) سرپلس پول میں موجود افسران کی تعداد کیا ہے۔ کس تاریخ سے سرپلس پول سے تنخواہ لے رہے ہیں؟

(د) حکومت نے ان کی مستقل تعیناتی یعنی absorption کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔ وہ اس وقت کن کن محکموں میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی پروموشن کیوں نہیں ہوتی؟

(ہ) سرپلس پول کے سروس رولز کیوں نہیں بنائے گئے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) جی ہاں! محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن پنجاب میں سرپلس پول کا سیکشن موجود ہے۔ جہاں پر ان ملازمین اور افسران کی تقرری اور مستقل تعیناتی کی جاتی ہے جو کہ مختلف محکمہ جات سے وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری سے سرپلس ہو کر آتے ہیں۔

(ب) وہ تمام ملازمین اور افسران جو سرپلس ہو کر سرپلس پول میں آتے ہیں۔ ان کی عارضی تقرری پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974 کے سیکشن 9 کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے۔ ملازمین کی مستقل تعیناتی absorption کمیٹی کی سفارش پر پنجاب سول سرونٹس (اپوئنٹمنٹ اینڈ کنڈیشنز آف سروسز) رولز 1974 کے سیکشن 3.1 کے تحت کی جاتی ہے جبکہ بی ایس 16 اور اس سے اوپر کی اسامیوں پر مستقل تعیناتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر عمل میں لائی جاتی ہے۔ جس کے لئے متعلقہ سرپلس افسران کے کوائف اور سروس ریکارڈ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ان کی مستقل تعیناتی کے لئے موزونیت کا جائزہ لینے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔

(ج) سرپلس پول میں موجودہ افسران کی تعداد 85 ہے اور یہ تمام کے تمام کسی نہ کسی محکمہ میں پی سی ایکٹ 1974 کے سیکشن 9 کے تحت خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ البتہ سرپلس پول میں آنے کے بعد افسران کچھ عرصہ تقرری کے منتظر رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ ملازمین متعلقہ محکمہ میں اسامی نہ ہونے کی وجہ سے تنخواہیں سرپلس پول سے ہی لیتے ہیں۔

(د) سرپلس ملازمین کو مختلف محکمہ جات میں کھپانے (absorption) کے لئے مجاز اتھارٹی نے خالی اسامیوں پر بغیر اجازت نامہ (NOC) بھرتی پر 24۔نومبر 1998 سے پابندی لگا رکھی ہے۔ مزید برآں سرپلس افسران اور دیگر ملازمین کے کوائف تمام محکمہ جات کے انتظامی معتمد صاحبان اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن افسران کو بھیجے ہوئے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ ان ملازمین کی تعلیمی قابلیت اور تجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف

اسامیوں پر کھپانے کے لئے اپنی رائے بھجوائیں۔ جن محکمہ جات سے این او سی وصول ہوئے ہیں۔ ان اسامیوں کے لئے موزوں ملازمین کا کیس مستقل بنیادوں پر تعیناتی کے لئے پنجاب سول سرونٹس (اپوئنٹمنٹ اینڈ کنڈیشنز آف سروسز) رولز 1974 کے سیکشن 3.1 کے تحت absorption کمیٹی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ منظوری حاصل کی جائے جبکہ بی ایس 16 اور اس کے اوپر کے ملازمین کا کیس پنجاب پبلک سروس کمیشن کو برائے جانچ پڑتال اور سفارش کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ تمام افسران کے نام اور عہدہ جات (گریڈ) اور ان کو کس کس محکمہ سے سرپلس کیا گیا ہے اور اس وقت وہ کن کن محکمہ میں کام کر رہے ہیں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس سوال کے جواب میں گزارش ہے کہ کسی محکمہ سے سرپلس افسران اور ملازمین سرپلس پول میں عارضی بنیادوں پر آتے ہیں اور موجود سروس رولز کے تحت کام کرتے ہیں جہاں ان کو عارضی اور مستقل بنیادوں پر تعیناتی دی جاتی ہے۔

وحدت کالونی لاہور، رقبہ، ناجائز قابضین اور حکومتی اقدامات سے متعلقہ تفصیل

*6520: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق وحدت کالونی (سرکاری کوارٹرز) کا کل رقبہ کتنا ہے۔ کتنے پر کوارٹرز تعمیر کئے گئے ہیں۔ کتنے رقبہ پر گراونڈ وغیرہ بنائے گئے ہیں اور کتنا رقبہ بقایا ہے جو کہ خالی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ کالونی جو کہ سرکاری ہے پر سینکڑوں افراد نے کئی ایکڑ رقبہ پر قبضہ کر کے تعمیرات کر رکھی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے اعلان اور دعویٰ کے باوجود آج تک وحدت کالونی کی سرکاری زمین قبضہ گروپ سے واگزار نہیں کرائی گئی جبکہ حکومت نے تسلیم کیا ہے کہ وحدت کالونی کی کچھ اراضی پر قبضہ ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وحدت کالونی کی سرکاری زمین واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو ان وجوہات سے ایون کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) وحدت کالونی کا کل رقبہ 300 ایکڑ ہے 50 ایکڑ رقبہ پر سرکاری کوارٹرز تعمیر شدہ ہیں اور 101 ایکڑ رقبہ پر پارک اور گراؤنڈز ہیں۔ دیگر تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ وحدت کالونی کے تقریباً 5-1/2 ایکڑ رقبہ پر مختلف افراد نے قبضہ کر رکھا ہے۔ جس کی تفصیل منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکومتی پالیسی کے مطابق مورخہ 1985-03-23 سے قبل جو قابضین اس جگہ پر آباد تھے، حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 2004-01-03 اس جگہ کو کچی آبادیاں قرار دے دیا ہے۔ جس کے سیریل نمبر 43 اور 44 کے تحت یہ جگہ اتفاق کالونی نمبر 1 اور اتفاق کالونی نمبر 2 کے نام سے لوکل گورنمنٹ کے ماتحت چلی گئی ہے۔ کاپی منسلکہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں درج ہے۔

(د) جیسا کہ جز (ب) میں درج ہے۔

ملازمین کے بہبود فنڈ کی کٹوتی اور جاری امدادی سکیموں سے متعلقہ تفصیل اور مسائل

*6580 محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 04-2003 میں گزیٹڈ ملازمین سے کتنی رقم بہبود فنڈ میں جمع ہوئی اور کتنی رقم ان کی بہبود کے لئے انہیں فراہم کی گئی نیز نان گزیٹڈ ملازمین سے کتنی رقم بہبود فنڈ میں جمع ہوئی اور کتنی رقم ان کی بہبود کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بہبود فنڈ کے پرانے ریٹس کے مطابق تمام گرانٹس / وظائف بلاتفریق گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے تقریباً برابر تھے۔ جون 2002 میں دیئے گئے نئے ریٹس کے مطابق گزیٹڈ ملازمین کی گرانٹس میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا، جبکہ نان گزیٹڈ ملازمین کی قطعی حق تلفی کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہبود فنڈز کی کٹوتی جاری تنخواہ کے 2فیصد کے حساب سے ہوتی ہے۔ جس میں زیادہ مدت ملازمت رکھنے والے نان گز یٹڈ سکیل 16-15 کے ملازمین کم سروس رکھنے والے گز یٹڈ گریڈ 17-16 کے ملازمین سے زیادہ کٹوتی کرواتے ہیں لیکن گرانٹس جو کہ سکیل کے مطابق دی گئی ہیں بہت کم وصول کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام یونیورسٹیوں / کالجوں میں تمام طالب علموں کے لئے فیس یکساں ہوتی ہے لیکن بہبود فنڈز میں گز یٹڈ اور نان گز یٹڈ ملازمین کے بچوں کے وظائف میں زمین و آسمان کا فرق رکھا گیا ہے۔ وجوہات بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ چھوٹے ملازمین کے بچے اکثر اوقات کالجوں / یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم سے محروم رہتے ہیں، اس طرح ان کے بہبود فنڈز بھی اعلیٰ گز یٹڈ ملازمین کے بچوں کے وظائف کے کام آتے ہیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ گز یٹڈ ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر ایک جاری تنخواہ بطور الوداعی گرانٹ دی جاتی ہے جب کہ نان گز یٹڈ ملازمین کو کوئی الوداعی گرانٹ نہیں دی جاتی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بہبود فنڈ آرڈیننس 1960 کے مطابق بہبود فنڈ کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول برائے گز یٹڈ سرکاری ملازمین اور حصہ دوئم برائے نان گز یٹڈ سرکاری ملازمین، ان دونوں کی آمدن اور خرچ ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ سال 2003-04 میں گز یٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ اور نان گز یٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ کی آمدن اور خرچ کی تفصیل الگ الگ درج ذیل ہے:۔

(i) گز یٹڈ ملازمین کا بہبود فنڈ (رقم کروڑوں میں)

سال	آمدن	خرچ	بچت / خسارہ
2003	55.34	36.26	21.08
2004	42.81	40.13	2.68

(ii) نان گز یٹڈ ملازمین کا بہبود فنڈ (رقم کروڑوں میں)

سال	آمدن	خرچ	بچت / خسارہ
2003	56.55	54.27	2.28
2004	56.17	57.43	(-)1.26

(ب) گزیٹڈ ملازمین کو پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بینوولینٹ فنڈ پارٹ-1، disbursement رولز 1965 اور نان گزیٹڈ ملازمین کو پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بینوولینٹ فنڈ پارٹ-II disbursement رولز 1966 کے مطابق بہبود فنڈ سے مختلف گرانٹس دی جاتی ہیں۔ ان قوانین کے مطابق سال 2002 سے پہلے گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے ماہانہ امداد (بیوگان وغیرہ کے لئے) کے پرانے ریٹس برابر نہ تھے۔ تاہم شادی گرانٹ، تجہیز و تکفین گرانٹ اور بچوں کے تعلیمی وظائف کے ریٹس گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے برابر تھے۔

گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ disbursement رولز 1965 اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ disbursement رولز 1966 ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ دونوں کی مالی پوزیشن بھی الگ الگ ہے۔ نان گزیٹڈ ملازمین کی تنخواہوں سے ہونے والی بہبود فنڈ کی کٹوتی نان گزیٹڈ ملازمین کے فنڈ میں جاتی ہے اور اسی فنڈ سے ان کو گرانٹس دی جاتی ہیں۔ گزیٹڈ ملازمین کی تنخواہوں سے ہونے والی کٹوتی گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ میں جاتی ہے اور اسی فنڈ سے ان کو مختلف گرانٹس حسب قواعد دی جاتی ہیں۔ قانون کے مطابق ان دونوں بہبود فنڈ کی آمدن و خرچ کو آپس میں ملایا نہیں جا سکتا۔ گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ کی آمدن کو نان گزیٹڈ ملازمین پر خرچ نہیں کیا جا سکتا اور نان گزیٹڈ ملازمین کی بہبود فنڈ کی آمدن کو گزیٹڈ ملازمین پر خرچ نہیں کیا جا سکتا۔

گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ کی مالی پوزیشن کو مد نظر رکھتے ہوئے صوبائی بہبود فنڈ بورڈ نے اپنے اجلاس منعقدہ 2002-02-07 اور 2002-05-18 میں گزیٹڈ ملازمین اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے مختلف گرانٹس کی شرح جات الگ الگ مقرر کیں اور گزیٹڈ ملازمین کے لئے ریٹائرمنٹ کے موقع پر بنیادی تنخواہ کے برابر الوداعی گرانٹ نئی شروع کی گئی۔ گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ میں مالی گنجائش زیادہ ہے، جب کہ نان گزیٹڈ ملازمین کے فنڈ میں مالی گنجائش کم ہے۔ گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے مختلف گرانٹس کی شرح میں صرف اتنا اضافہ ہو سکا ہے جتنا ان کے متعلقہ بینوولینٹ فنڈ کی مالی پوزیشن نے اجازت دی۔ اندریں حالات کسی بھی ملازم کی حق تلفی نہ ہوئی ہے۔

(ج) قانون کے مطابق ہر سرکاری ملازم (گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ) کی جاری ماہانہ تنخواہ سے 2 فیصد کی شرح سے بہبود فنڈ کی کٹوتی ہوتی ہے۔اس طرح سرکاری ملازم کی جتنی زیادہ جاری بنیادی تنخواہ ہوگی اس میں سے 2 فیصد کی شرح کے حساب سے بہبود فنڈ کی کٹوتی کی جائے گی۔ جہاں تک گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ سرکاری ملازمین کی تنخواہ سے بہبود فنڈ کی کم یا زیادہ کٹوتی کا تعلق ہے تو قانون کے مطابق گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ سرکاری ملازمین کا بہبود فنڈ الگ الگ ہے۔ نان گزیٹڈ ملازمین کی کٹوتی گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ اکاؤنٹ میں جمع نہیں ہوتی اور نہ ہی گزیٹڈ ملازمین نان گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ سے گرانٹس لیتے ہیں چونکہ گزیٹڈ ملازمین اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ کے disbursement rules الگ الگ ہیں جن کے مطابق ان کو گرانٹس ملتی ہیں۔ گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین اپنے اپنے متعلقہ بہبود فنڈ سے قانون کے مطابق مقررہ شرح پر گرانٹس حاصل کرتے ہیں۔

(د) مختلف یونیورسٹیوں / کالجوں میں مختلف کورسز کے لئے فیس مختلف ہوتی ہے تاہم اس تمام فیس / تعلیمی اخراجات کی ادائیگی بہبود فنڈ سے کرنا ممکن نہیں۔ گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو ملنے والے وظائف کی رقم میں فرق اس لئے ہے کہ گزیٹڈ ملازمین کے بینوولینٹ فنڈ (حصہ اول) میں مالی گنجائش زیادہ ہے اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بینوولینٹ فنڈ (حصہ دوئم) میں مالی گنجائش کم ہے۔ قانون کے مطابق نان گزیٹڈ اور گزیٹڈ سرکاری ملازمین کا بہبود فنڈ الگ الگ ہے اور ان دونوں کے بہبود فنڈ disbursement rules بھی الگ الگ ہیں۔ اس وقت نان گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ کی کل سالانہ آمدنی سے بھی زائد رقم نان گزیٹڈ ملازمین کی بہبود کی مختلف گرانٹس یعنی ماہانہ گرانٹ، شادی گرانٹ، تجہیز و تکفین گرانٹ اور بچوں کے تعلیمی وظائف کی مدات میں خرچ کی جا رہی ہے۔ یونیورسٹی / کالجوں میں لاگو فیس بینوولینٹ فنڈ سے دیئے جانے والے وظیفہ کی شرح پر اثر انداز نہ ہوتی ہے۔ بلکہ بینوولینٹ فنڈ کی مالی گنجائش / استطاعت کے مطابق ہی وظیفہ کی شرح جات مقرر کی گئی ہیں۔

(ہ) یہ درست نہ ہے کیونکہ چھوٹے ملازمین (نان گزیٹڈ ملازمین) اپنی استطاعت اور بچے کی تعلیمی کارکردگی کی بناء پر اپنے بچوں کو کالجوں / یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے داخل کرواتے ہیں۔ بہبود فنڈ کا اس میں کوئی عمل دخل نہ ہے اور یہ بھی قطعاً درست نہ

ہے کہ چھوٹے ملازمین (نان گزیٹڈ ملازمین) کے بہبود فنڈ اعلیٰ گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کے وظائف کے کام آتے ہیں۔

(و) ہاں۔یہ درست ہے۔اس کی وجوہات جز(ب) کے جواب میں تفصیلاً بیان کی گئی ہیں۔

PPSC کے اشتہار بابت اسامیاں ضلعداران

*6672 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے اپنے اشتہار نمبری 2004/7 کے تحت درخواستیں برائے اسامیاں ضلعداران، محکمہ آبپاشی و برقیات طلب کی تھیں؟

(ب) ان اسامیوں کے لئے کل کتنی تعداد میں درخواستیں موصول ہوئی ہیں؟

(ج) درخواستیں 24۔مئی تا 21۔جون 2004 طلب کی گئی تھیں، آٹھ ماہ گزر جانے کے باوجود تحریری امتحان وانٹرویو کیوں نہیں منعقد ہوئے، اس کوتاہی کا کون ذمہ دار ہے؟

(د) اگر پنجاب پبلک سروس کمیشن مذکورہ اسامیوں کے لئے بھرتی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا، تو ہزاروں بے روزگاروں سے فی درخواست تین صد روپے کی وصولی علاوہ درخواست کی تیاری وڈاک خرچ کی واپسی کے کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے اپنے اشتہار نمبری 2004/7 کے تحت درخواستیں برائے اسامیاں ضلعداران محکمہ آبپاشی و برقیات طلب کی تھیں۔

(ب) ان اسامیوں کے لئے کل 5820 درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ درخواستیں 23۔مئی تا 21۔جون 2004 طلب کی گئی تھیں، پنجاب پبلک سروس کمیشن ان درخواستوں کی جانچ پڑتال کے بعد اگست 2004 میں ان اسامیوں کے لئے امیدواران کا تحریری امتحان منعقد کروانا چاہتا تھا، کہ حکومت پنجاب نے بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SOR-III(S&GAD)1-14/75 مورخہ 24-08-2004 مذکورہ بالا اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے دائرہ اختیار سے واپس لے لیں، جس کی وجہ سے کمیشن کو ان اسامیوں کے لئے بھرتی کا کام روکنا پڑا۔ کمیشن نے مورخہ 10-08-2004 کو بذریعہ نمبر PSC-RE-11-2004/530-RE

سیکرٹری آبپاشی و برقیات پنجاب سے درخواست کی کہ کمیشن کو ضلعدار کی اسامیوں کے لئے بھرتی مکمل کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ حکومت نے ان اسامیوں کو پر کرنے کا کام مذکورہ بالا نوٹیفکیشن جاری ہونے سے پہلے کمیشن کے حوالے کیا تھا، بصورت دیگر ضلعدار کے امیدواروں میں بے چینی و اضطراب پیدا ہونے کا خطرہ ہے، جس کے نتیجے میں حکومت پنجاب نے مورخہ 2004-11-05 کو بذریعہ چٹھی نمبری SO(E-11)1-129/96 ضلعدار کی موجودہ اسامیوں پر بھرتی مکمل کرنے کا اختیار دوبارہ کمیشن کو سونپ دیا۔اس کے ساتھ ہی محکمہ آبپاشی و برقیات نے ضلع لیہ کو سرگودھا آبپاشی زون میں شامل کرنے کی تجویز بھیجی جسے پہلے غلطی سے سرگودھا زون میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔

جس کی وجہ سے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ضلع لیہ کے امیدواروں سے درخواستیں طلب کرنے کے لئے بذریعہ جزوی ترمیم اشتہار نمبر 2004/7 درخواستیں وصول کرنے کی تاریخ مورخہ 2004-12-20 تک بڑھانا پڑی۔ کیونکہ کمیشن دیگر اسامیوں کے لئے بھی امتحان منعقد کرتا ہے اور اتنی زیادہ تعداد میں امیدواران کا امتحان منعقد کروانے کے لئے اپنا کوئی امتحانی سنٹر نہیں ہے اس لئے ضروری انتظامات کے بعد تحریری امتحان 29۔مارچ 2005 کو ملتان اور لاہور میں منعقد ہوا۔

(د) پنجاب پبلک سروس کمیشن نے ضلعدار کی اسامیوں کے لئے تحریری امتحان 29۔مارچ 2005 کو منعقد کروا دیا ہے، تحریری امتحان میں کامیاب امیدواران کے انٹرویو کے بعد ان اسامیوں پر تقرری کے لئے اپنی سفارشات محکمہ آبپاشی و برقیات حکومت پنجاب کو جلد ارسال کر دی جائیں گی۔

فیصل آباد، محکمہ انٹی کرپشن کی چائے کا کاروبار کرنے والوں کی چیکنگ، کارروائی اور شکایات سے متعلقہ تفصیل

*6715 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چند روز قبل ڈاکٹر ریاض چدھڑ، اسلم کلرک اور شہزاد ارشد فوڈ انسپکٹر فیصل آباد میں چائے کا کاروبار کرنے والی دکانوں کی چیکنگ کے دوران کروڑوں روپے کی چائے اور نقدی اٹھا کر لے گئے؟ جن کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد کو وسیم مجید ٹی کمپنی فیصل آباد نے درخواست دی کہ وہ ان کی دکان سے 5,50,000 اور چائے وغیرہ

اٹھا کر لے گئے ہیں؟

(ب) اگر محکمہ انٹی کرپشن نے اس سلسلہ میں کوئی تحقیقات کروائی ہیں تو انکوائری آفیسر کا نام، عہدہ، گریڈ اور اس نے اپنی تحقیقات میں جو رپورٹ دی ہے، اس کی نقل اور اس رپورٹ میں جن جن ملازمین کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر محکمہ انٹی کرپشن نے اس کے ذمہ دار سرکاری ملازمین کے خلاف ایف آئی آر درج کی ہے تو اس کی نقل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ وسیم مجید کی طرف سے ایک درخواست برخلاف ڈاکٹر ریاض چدھڑ D.H.O(B.S.18) شہزاد ارشد فوڈ انسپکٹر (B.S.14) اور اسلم کلرک B.S.7 موصول ہوئی جس میں الزام لگایا گیا تھا کہ مورخہ 2005-02-09 کو وسیم مجید ٹی کمپنی واقع سمن آباد پر مذکورہ اہلکاران محکمہ صحت نے ریڈ کیا اور دوران کارروائی ارشد صدیقی ناظم یونین نمبر B-260 بھی موقع پر پہنچ گیا مزید یہ کہ دوران چیکنگ مبلغ 5,50,000 روپے نکالنے کے علاوہ 25 بوری چائے بھی بلا جواز اور غیر قانونی طور پر لے گئے۔

(ب) درخواست موصول ہونے پنجاب انٹی کرپشن رولز 1985 کے تحت ابتدائی انکوائری آفتاب اللہ سرکل آفیسر انٹی کرپشن فیصل آباد (گریڈ 16) کے سپرد ہوئی انکوائری کے نتیجہ میں انکوائری آفیسر نے مورخہ 2005-04-11 کو ہر چہار کس الزام علیہان مندرجہ بالا کے خلاف اپنے عہدہ و اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے کی بنیاد پر مقدمہ درج کرنے کی سفارش کی۔

(ج) انکوائری آفیسر کی سفارش پر مندرجہ بالا الزام علیہان کے خلاف مقدمہ نمبری 55 مورخہ 2005-05-02 تھانہ انٹی کرپشن فیصل آباد بجرم 161PPC,PCA5(2)47 درج ہو چکا ہے۔ نقل FIR ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں شاہی قلعہ میں منعقدہ ڈرامے اور ڈنر سے متعلقہ تفصیل

*6728: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مورخہ 16-مارچ 2005 کو شاہی قلعہ میں "انار کلی" ڈرامہ دکھانے کا اہتمام کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈرامہ دیکھنے والے مدعوئین کو حضوری باغ میں ایک پر تکلف ڈنر بھی دینے کا انتظام کیا گیا تھا اور ڈنر کا انتظام ایک مقامی فائیو سٹار ہوٹل کو دیا گیا۔ اس کا کیا نام ہے اور اس نے فی کس کے حساب کتنی رقم وصول کی۔ اس ڈنر میں کتنے لوگوں کو مدعو کیا گیا، تعداد بتائی جائے اور ڈنر پر کل لاگت بتائی جائے اور یہ رقم کس کس محکمے نے کون سی مد میں سے خرچ کی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مورخہ 16-مارچ 2005 کو شاہی قلعہ میں "انار کلی" ڈرامہ دکھانے کا اہتمام کیا تھا۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت لاہور نے محکمہ اطلاعات وثقافت پنجاب کی طرف سے بھارتی وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کے ہمراہ وفد کے اعزاز میں حضوری باغ کے مقام پر ایک ڈنر کا اہتمام کیا۔ ڈنر کا انتظام مقامی فائیو سٹار ہوٹل "پرل کانٹیننٹل" اور مقامی کیٹررز نے مل کر کیا۔ کل 1400 افراد کو اس ڈنر میں مدعو کیا گیا۔ جن میں وفاقی وصوبائی وزراء، سینٹرز، سفارتکار، صنعتکار، صحافی، 25 ادیب سرکاری افسران ودیگر ممتاز شخصیات شامل تھیں۔ 600 افراد کا انتظام "پرل کانٹیننٹل" ہوٹل وافراد کا انتظام مقامی کیٹررز نے کیا۔ پرل کانٹیننٹل لاہور نے 1300 روپے فی کس اور ٹیکس شامل کر کے 8,34,000 روپے اور مقامی کیٹررز نے 450 روپے فی کس اور ٹیکس شامل کر کے 4,12,000 روپے چارج کئے۔ ڈنر کا انتظام "پرل کانٹیننٹل" ہوٹل اور مقامی کیٹررز کے درمیان تقسیم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اخراجات کو کم سے کم رکھا جائے۔ اس موقع پر مدعو کئے گئے مہمانان کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر سارا انتظام پرل کانٹیننٹل ہوٹل کے سپرد کیا جاتا تو اخراجات بہت بڑھ جاتے۔ مدعو کئے گئے مہمانوں کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ضروری تھا کہ بہتر سروس اور ایک خاص معیار رکھا جاتا اس

لئے زیادہ تر وہ مہمان جو کہ غیر ملکی تھے اور دوسرے شہروں سے آئے تھے۔ ان کے لئے "پرل کانٹیننٹل" ہوٹل سے علیحدہ کیٹرنگ کرائی گئی۔ ڈنر پر کل اخراجات 12,46,000 روپے کئے گئے۔ محکمہ اطلاعات و ثقافت پنجاب نے حکومت سے ڈرامہ "انار کلی" دکھانے اور ڈنر کا اہتمام کرنے کی باقاعدہ منظوری حاصل کی تھی۔ ڈنر کا انتظام ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر (DCO) لاہور کے توسط سے کیا گیا تھا۔

محکمہ انٹی کرپشن لاہور ریجن، تھانہ جات، سٹاف اور درج مقدمات سے متعلقہ تفصیل

*6795: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن لاہور ریجن میں کتنے تھانہ جات ہیں اور کہاں کہاں کام کر رہے ہیں۔ ان تھانہ جات میں تعینات ملازمین کے نام، ولدیت، عہدہ جات، گریڈ، تعلیمی قابلیت، عرصہ تعیناتی اور ڈومیسائل سے متعلقہ تفصیلات مہیا کی جائیں؟

(ب) لاہور ریجن میں جنوری 2002 تا حال کتنے کرپشن کے مقدمات رجسٹرڈ ہوئے، کتنے مقدمات کے چالان عدالتوں میں پیش ہوئے اور کتنے مقدمات زیر تفتیش ہیں نیز کتنے ملزمان کو سزائیں ہوئیں، تفصیلات فراہم کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) محکمہ انٹی کرپشن لاہور ریجن لاہور میں کل سات تھانہ جات ہیں۔ جن میں ایک ریجن / ہیڈکوارٹر لاہور جبکہ دیگر چھ عدد ضلعی سطح پر قائم ہیں اور یہ لاہور، قصور، شیخوپورہ، اوکاڑہ، ساہیوال اور پاکپتن اضلاع میں کام کر رہے ہیں۔ ان تھانہ جات میں تعینات ملازمین کے مطلوبہ کوائف تھانہ وار فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) لاہور ریجن میں جنوری 2002 سے اپریل 2005 تک کل 976 مقدمات درج ہوئے۔ اسی عرصہ کے دوران 381 مقدمات کے چالان عدالتوں میں پیش ہوئے اور 111 مقدمات تا حال زیر تفتیش ہیں۔ عدالتوں کے ذریعے 39 ملزمان کو سزائیں ہوئیں۔ جن کی تفصیل فلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یکم جنوری 2004 تا اپریل 2005، میرج گرانٹ کی درخواستوں اور ادائیگی کی تفصیل

*6833: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بینوولینٹ فنڈ بورڈ کو یکم جنوری 2004 سے اپریل 2005 تک میرج گرانٹ کی ادائیگی کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں۔ درخواست دہندگان کے نام مع عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کتنے درخواست دہندگان کو میرج گرانٹ کے سلسلہ میں کتنی کتنی مالیت کے چیک جاری کئے گئے اور جن کو ابھی تک چیک جاری نہیں کئے گئے، ان کی تفصیل اور وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) بہبود فنڈ بورڈ کو یکم جنوری 2004 سے اپریل 2005 تک کل 3060 درخواستیں میرج گرانٹ کی ادائیگی کے لئے موصول ہوئیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ بالا 3060 درخواستوں میں سے 2866 درخواست دہندگان کو جن کی درخواستیں مکمل تھیں ان کو چیک جاری کر دیئے گئے۔ مالیت کی تفصیل منسلکہ (الف) میں دے دی گئی ہے۔ جہاں تک بقایا 194 درخواست دہندگان کو چیک جاری نہ کرنے کا تعلق ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ امیدواروں کی یا تو درخواستیں نامکمل تھیں یا زائد المیعاد تھیں یا ان کا تعلق ڈسٹرکٹ بینوولینٹ بورڈ سے تھا۔ جس بناء پر ان کے کیس منظور نہ ہوئے اور چیک جاری نہ کئے گئے۔ تفصیل منسلکہ (الف) میں دے دی گئی ہے۔ لہذا تقریباً 98 فیصد درخواست دہندگان کو میرج گرانٹ کے چیک جاری کر دیئے گئے اور جنہیں چیک جاری نہ کئے گئے ان کا تناسب تقریباً 2 فیصد ہے جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے تاہم جب مسترد کئے گئے امیدوار اپنے کیس مکمل کر لیں گے تو ان کو بھی مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد چیک جاری کر دیئے جائیں گے۔

جنوری 2004 تاحال، سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹس اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*6869 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک جن سرکاری ملازمین کو لاہور میں حکومت کی طرف سے سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں کتنی رہائش گاہیں، میرٹ پر، کتنی انفارمر سکیم کے تحت اور کتنی بغیر باری کے الاٹ کی گئیں؟

(ج) اس وقت کون کون سی سرکاری رہائش گاہیں خالی پڑی ہیں اور ان کی الاٹمنٹ کب متوقع ہے؟

(د) اس وقت جن سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، محکمہ اور تاریخ جس سے وہ ناجائز قابض ہیں کی تفصیل فراہم کی جائے، ان سے یہ رہائش گاہیں کب تک خالی کروالی جائیں گی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک جن سرکاری ملازمین کو لاہور میں حکومت کی طرف سے سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان میں 188 رہائش گاہیں میرٹ پر، 21 انفارمر سکیم کے تحت اور 40 بغیر باری کے الاٹ کی گئی ہیں۔

(ج) اس وقت GOR-IV میں غزالی-12، خوشنما-49,29,20,19 اور GOR III شادمان میں جی اے 46,38,37 اور بی-او-ایف 50,37 او 68 خالی پڑے ہیں۔ ان خالی گھروں کی الاٹمنٹ مستحق ملازمین کو پالیسی کے مطابق باری پر کی جائے گی۔

(د) اس وقت جن سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین ہیں انکی مکمل تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ناجائز قابضین نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر رکھے ہیں۔ مجاز عدالتوں کے فیصلے آنے پر حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

فیصل آباد، گزشتہ تین سالوں کے دوران اخبارات کو جاری سرکاری اشتہارات اور مالیت کی تفصیل

*7009 شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈائریکٹر جنرل پبلک ریلیشن (DGPR) پنجاب نے فیصل آباد کے اخبارات کو گزشتہ تین سالوں میں ماہانہ کتنے اشتہارات جاری کئے نیز تین سالوں میں ادا کی گئی رقم کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) فیصل آباد کے کتنے اخبارات دیگر اور شہروں سے چھپتے ہیں گزشتہ تین سالوں میں ان کو جاری کردہ ماہانہ اشتہارات اور مالیت کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ڈائریکٹر جنرل پبلک ریلیشن پنجاب نے فیصل آباد سے شائع ہونے والے اخبارات کو گزشتہ تین سالوں میں 2,80,62,260.00 روپے کے اشتہارات جاری کئے ہیں ان کی ماہانہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز مارچ تک کے بلوں کی ادائیگی اخبارات کو کر دی گئی ہے۔

(ب) فیصل آباد کے چار اخبارات دیگر اور شہروں سے بھی شائع ہوتے ہیں۔ گزشتہ تین سالوں میں ان اخبارات کو جاری ہونے والے اشتہارات کی ماہانہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد انٹی کرپشن کے عملہ اخراجات اور کیسوں سے متعلقہ تفصیل

*7091 بیگم نور النساء ملک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں انٹی کرپشن کے عملہ کی تعداد سکیل وار کیا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ کے عملہ کی تنخواہیں اور دیگر ماہانہ اخراجات کیا ہیں؟

(ج) متذکرہ محکمہ نے 05-2004 میں کتنے رشوت ستانی کے کیس رجسٹر کئے؟

(د) کتنے رجسٹرڈ کیسوں میں ملزموں کو سزا ہوئی، کتنے بری ہوئے، کتنے کیس زیر التواء ہیں۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز جن جن افراد کے خلاف رشوت ستانی کے

کیس رجسٹر ہوئے،ان کے نام،عہدہ جات اور جائے تعیناتی بھی تحریر کی جائے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) واضح ہو کہ ضلع فیصل آباد میں علیحٰدہ سے کوئی ضلعی انٹی کرپشن کا دفتر موجود نہ ہے کیونکہ مروجہ حکومتی پالیسی کے تحت جہاں ریجنل آفس قائم ہے۔ وہاں ضلعی دفتر نہ بنائے گئے ہیں۔ لہذا مطلوبہ کوائف بابت فیصل آباد ریجن حسب ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	سکیل نمبر	تعداد
1۔	19	1
2۔	18	6
3۔	17	12
4۔	16	6
5۔	15	1
6۔	12	8
7۔	11	3
8۔	9	5
9۔	7	13
10۔	5	31
11۔	4	5
12۔	1	20
	کل تعداد	111

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ضلع فیصل آباد میں کوئی علیحٰدہ سے دفتر قائم نہ ہے۔ لہذا فیصل آباد ریجن میں عملہ کی ماہانہ تنخواہیں ودیگر اخراجات 16,73,434 ہیں۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن نے جنوری 2004 سے 30۔جون 2005 کے دوران کل 302 مقدمات درج رجسٹر کئے۔

(د) عدالت سپیشل جج انٹی کرپشن فیصل آباد سے جنوری 2004 تا 30۔جون 2005 کے عرصہ کے دوران فیصلہ شدہ مقدمات میں۔

1۔ 70 ملزمان کو سزا ہوئی۔

II۔ 104 ملزمان بری ہوئے۔

III- 30-جون 2005 تک کی عدالتی رپورٹ کے مطابق 128 مقدمات زیر التواء ہیں جن کی تفصیل فلیگ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

IV- یکم جنوری 2004 سے 30-جون 2005 تک کے عرصہ کے دوران جن افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے ان کے عہدہ جات اور جائے تعیناتی کی فہرست فلیگ (B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

لاہور سے شائع ہونے والے اخبارات کو ملنے والے اشتہارات کی تفصیل

20 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

اخبارات کو سرکاری اشتہار دیتے وقت ان کی اشاعت کو مد نظر رکھا جاتا ہے یا کسی اور معیار کو اور اگر کوئی اور معیار بھی ہے تو وہ کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

لاہور سے شائع ہونے والے اخبارات کو جاری کردہ اشتہارات کی تفصیل از یکم جنوری تا 21-دسمبر 2002 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جی ہاں! اخبارات کو سرکاری اشتہارات ان کی (تصدیق شدہ) تعداد اشاعت کو مد نظر رکھ کر دیئے جاتے ہیں نیز اس کے ساتھ ساتھ اخبار کی باقاعدہ اشاعت، سٹال ویلیو، پالیسی اور اس میں چھپنے والے میٹریل کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے۔

اہم اخبارات کو اشتہارات دینا حکومت کا صوابدیدی اختیار ہے، اخبار کا استحقاق نہیں۔

ضلعی سطح پر جاری اخبارات اور سرکاری اشتہارات کی تقسیم کی تفصیل

225 چودھری اصغر علی گجر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اضلاع اخبارات کل کتنے ہیں؟

(ب) کتنے میڈیا لسٹ پر ہیں؟

(ج) کتنے اخبارات و جرائد کو اشتہارات جاری کئے جا رہے ہیں؟

(د) سرکاری اشتہارات کی تقسیم پر حکومتی کنٹرول اور اشتہارات کی تقسیم کو منصفانہ بنانے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں یا آئندہ کیا لائحہ عمل ہے؟

(ہ) جو اضلاع اخبارات و جرائد شرائط پورے کرتے ہیں انہیں اس ضلع کے اشتہارات دینے کے لئے کوئی ہدایات جاری کی گئی ہیں یا نہیں ؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) صوبہ پنجاب میں ضلعی اخبارات کی کل تعداد 3508 ہے۔

(ب) کل 286 اخبارات و جرائد پنجاب حکومت کی میڈیا لسٹ پر ہیں۔

(ج) کل 113 ضلعی اخبارات و جرائد کو اشتہارات جاری کئے جاتے ہیں۔

(د) ضلعی اخبارات و جرائد جو وفاقی حکومت کی مرتب کردہ میڈیا لسٹ میں شامل ہوں، ان کے علاقائی دفاتر کے سرکاری اشتہارات ان کی سرکولیشن و سٹال ویلیو اور حکومت کی جانب سے مرتب کردہ پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے جاری کئے جاتے ہیں۔

(ہ) جی ہاں! جو ضلعی اخبارات و جرائد قواعد و ضوابط پورے کرتے ہیں، انہیں ضلعی اداروں کے اشتہارات باقاعدگی سے جاری کئے جاتے ہیں۔

فروغ تعلیم کے لئے پریس و دیگر میڈیا پر اشتہارات سے متعلقہ تفصیلات

292 رانا تجمل حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فروغ تعلیم کے سلسلہ میں محکمہ اطلاعات کے ذریعہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے نام سے اخبارات، رسائل اور پی ٹی وی میں اشتہارات دیئے گئے ؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو اخبارات و رسائل اور پی ٹی وی کو یکم جنوری تا 20۔ مئی 2004 کل کتنی رقم کے اشتہارات دیئے گئے اور اب تک کتنی ادائیگی کی گئی۔ علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کی جائے ؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں! محکمہ تعلیم کے فروغ تعلیم کے سلسلہ میں عوامی آگاہی کے لئے محکمہ اطلاعات کے ذریعہ اخبارات و رسائل اور پی ٹی وی میں اشتہارات دیئے ہیں۔

(ب) اخبارات و رسائل اور پی ٹی وی کو اس اشتہاری مہم کے یکم جنوری سے 20۔ مئی 2004 تک مندرجہ ذیل مالیات کے اشتہارات جاری کئے گئے اور ان کی ادائیگی کی گئی۔

			رقم(روپے)
I-	اخبارات ورسائل	:	2,49,34,772
II-	پی ٹی وی	:	2,16,15,207
III-	پی ٹی ورلڈ	:	38,94,512
	ٹوٹل	:	5,04,44,491

ریٹائرڈ سیشن ججوں کی کنٹریکٹ پر تعیناتی کا جواز اور پیدا شدہ مسائل

309 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب گزشتہ عرصہ کے دوران 30 سے زائد ریٹائرڈ سیشن ججز کنٹریکٹ پر مختلف عدالتوں میں تعینات کئے گئے ہیں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا اس سے ججز کی ترقی متاثر نہیں ہوگی اور کیا اس سے subordinate judciary میں ان اقدامات سے مایوسی پیدا نہیں ہوگی؟

(ج) کیا یہ درست نہ ہوگا کہ ریٹائرڈ سیشن ججز کی سفارش پر تقرری کی بجائے ججز کو ریٹائر نہ کیا جائے اور ان کی retirement age میں اضافہ کر دیا جائے تاکہ سفارشات نہ رکھنے والے بھی فائدہ اٹھا سکیں:

وزیر اعلیٰ:

(الف) نہیں، یہ درست نہ ہے۔ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے صوبہ پنجاب میں گزشتہ عرصہ کے دوران صرف ایک ریٹائرڈ سیشن جج بنام آزاد محمد اعوان کو کنٹریکٹ پر ممبر، پنجاب سروس ٹربیونل، لاہور تعینات کیا ہے۔

(ب) آزاد محمد اعوان کے کنٹریکٹ پر بطور ممبر، پنجاب سروس ٹربیونل، لاہور تعیناتی سے ججز کی ترقی متاثر نہیں ہوگی کیونکہ ممبر، پنجاب سروس ٹربیونل، لاہور کی اسامی ججز کی ترقی کے لئے استعمال نہیں کی جاتی۔

(ج) اگر ججز کی retirement age میں اضافہ کر دیا جائے تو اس سے subordinate judiciary کی ترقی پر برے اثرات پڑیں گے اور ان کو زیادہ عرصہ تک ایک ہی سکیل میں تعینات رہنا پڑے گا۔ اس وجہ سے ان میں مایوسی پھیلے گی جس کا اثر براہ راست ان کے فیصلوں پر بھی پڑے گا۔

31۔دسمبر 2004 تک سرپلس پول میں موجود ملازمین کی تفصیلات

353 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سرپلس پول پر 31۔دسمبر 2004 تک موجود عملے میں کتنے افسران اور اہلکاران شامل ہیں؟

(ب) ان کی تعلیم، گریڈ، عہدہ اور سرکاری ملازمت کی مدت کیا ہے؟

(ج) مذکورہ افسران اور اہلکارن اس وقت کس کس پوسٹ پر کام کر رہے ہیں؟

(د) اب تک کتنے افسران اور اہلکاران کس کس محکمے میں مستقل بنیاد پر تعینات کر دیئے گئے ہیں؟

(ہ) حکومت سرپلس عملہ کی جلد از جلد مستقل تعیناتی کے حوالے سے کیا جامع اقدامات کر رہی ہے نیز کب سارے سرپلس افسران اور اہلکاران کو مستقل کر دیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سرپلس پول پر 31۔دسمبر 2004 تک موجود عملے میں افسران کی تعداد 85 تھی جبکہ اہلکاران کی تعداد 570 تھی۔

(ب) ان کی تعلیم، گریڈ، عہدہ اور دیگر معلومات کے لئے لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ تفصیل بھی مذکورہ بالا لسٹ میں دستیاب ہے۔

(د) سرپلس ملازمین کو کھپانے کے لئے وقتاً فوقتاً absorption Committee کی میٹنگ کروائی جاتی رہتی ہے۔ جولائی 2000 کے بعد سے لے اب تک سرپلس ملازمین کو مستقل بنیادوں پر مختلف محکموں میں تعینات کیا جا چکا ہے جبکہ 20 افسران پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر مختلف محکموں میں absorb ہو چکے ہیں۔

(ہ) سرپلس ملازمین کو مختلف محکموں میں کھپانے کے لئے مجاز اتھارٹی نے خالی اسامیوں پر بغیر اجازت نامہ بھرتی پر 24۔نومبر 1988 سے پابندی لگا رکھی ہے۔(Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے (مزید برآں سرپلس افسران و دیگر ملازمین کے کوائف تمام محکموں کے انتظامی معتمد صاحبان اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن افسران کو بھیجتے ہوتے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں تاکہ ہو ان ملازمین کی تعلیمی قابلیت اور تجربے کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف اسامیوں پر کھپانے کے لئے اپنی رائے بجھوائیں اور این او سی کے موصول ہونے پر ان

ملازمین /افسران کی مستقل بنیادوں پر تعیناتی زیر غور لائی جاتی ہے۔

سرپلس اور مستقل سرکاری ملازمین کی مراعات سے متعلق تفصیلات

354 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سرپلس پول پر 31۔دسمبر 2004 تک موجود عملے میں کتنے افسران اور اہلکاران شامل ہیں؟

(ب) ان کی تعلیم، گریڈ، عہدہ اور سرکاری ملازمت کی مدت کیا ہے؟

(ج) اگر سرپلس پول میں موجود ملازمین اور مستقل سرکاری ملازمین کی سروس سے متعلق حقوق میں کوئی فرق ہے تفصیل سے بیان فرمایا جائے؟

(د) کیا سرپلس پول میں موجود ملازمین کو ان کے گریڈ اور مدت ملازمت کے مطابق ذاتی تنخواہ کا حق دیا جا رہا ہے؟

(ہ) کیا یکساں گریڈ میں یکساں عرصہ ملازمت مکمل کرنے والے مستقل سرکاری ملازمین کے مقابلے میں سرپلس ملازمین کو یکساں مالی مراعات حاصل ہو رہی ہیں اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سرپلس پول پر 31۔دسمبر 2004 تک موجود عملے میں افسران کی تعداد 85 تھی جبکہ اہلکاران کی تعداد 570 تھی؟

(ب) ان کی تعلیم، گریڈ، عہدہ اور دیگر معلومات کے لئے لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ریگولیشن ونگ ایس اینڈ جی اے ڈی کی رائے (تجویز) کے مطابق ایک سرپلس ملازمین کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو کہ ایک مستقل /ریگولر سرکاری ملازم کو حاصل ہوتے ہیں۔ صرف ان کی مختلف محکموں میں مستقل تعیناتی پنجاب سول سرونٹس (اپوائنٹمنٹ اینڈ کنڈیشنز آف سروس) رولز 1974 کے سیکشن کے تحت کی جاتی ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) سرپلس ملازمین کی عارضی تقرری پنجاب سول سروسز ایکٹ 1974 کے سیکشن 9 کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اس عارضی تقرری کے دوران ان ملازمین ان ملازمین کی سنیارٹی تعیناتی کے محکمے میں اس

وقت تک consider نہیں ہوتی، جب تک وہ ملازمین وہاں پر مستقل absorb نہیں ہو جاتے۔اس کے علاوہ سرپلس پول میں موجود ملازمین کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو کہ ایک مستقل سرکاری ملازم کو حاصل ہوتے ہیں۔

(د) پی سی ایس ایکٹ 1974 کے رول 9 کے تحت سرکاری ملازمین کی تنخواہ کبھی بھی اس تنخواہ سے جو وہ سرپلس قرار پانے سے پہلے وصول کر رہا تھا کم نہیں ہو سکتی۔اگر کسی ملازم کو کم سکیل میں absorb کر بھی دیا جائے تو اس کا پرسنل سکیل محفوظ کر دیا جاتا ہے اور وہ تنخواہ اپنے سکیل میں وصول کرتا رہتا ہے۔

(ہ) سرپلس ملازم کی تعیناتی کے محکمے میں سنیارٹی اس کی absorption کے بعد ہی consider ہوتی ہے۔ پہلے اگر کسی ملازم کو اس کے موجودہ سکیل سے کم سکیل میں کر دیا جاتا تھا تو اس کی تنخواہ محفوظ protect کر دی جاتی تھی لیکن اب ان کے پرسنل سکیل کو جو وہ اپنی absorption سے پہلے لے رہے تھے۔protect کرنے کا حق دے دیا گیا ہے۔ جس سے سرپلس ملازمین کو مستقل سرکاری ملازمین کے مقابلے میں یکساں مالی مراعات حاصل نہ ہونے کی شکایت کا ازالہ ہو گیا ہے۔

جی او آر۔1 لاہور، سرکاری رہائشوں کے قابضین ریٹائرڈ آفیسرز اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

359 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جی او آر۔1 لاہور میں جو ریٹائرڈ آفسران ناجائز طور پر رہائش پذیر ہیں ان کے نام، عہدے اور تاریخ ریٹائرمنٹ کی تفصیل دیں؟

(ب) ان کے خلاف قانون حرکت میں کیوں نہیں آ رہا، کیا ان سے رہائش خالی کروانے کے لئے نوٹس دیئے گئے یا نہیں، ان کے محکمہ جات کے ہیڈز کو کارروائی کے لئے لکھا گیا یا نہیں تفصیل دیں؟

(ج) ان میں کتنے افسران سے پینل رینٹ وصول کیا جا رہا ہے اگر نہیں تو کیوں، کیا یہ مارکیٹ ریٹ کے برابر ہے؟

(د) اگر کوئی سابق وزیر مکان خالی نہ کرے تو اس کے خلاف قانون اتنی جلدی کیوں حرکت میں آتا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی او آر ون میں جو افسران ریٹائرمنٹ کے بعد ناجائز طور پر سرکاری رہائش گاہوں میں رہ رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ILLEGAL / UNAUTHORIZED OCCUPANTS OF GOR-I, AFTER RETIREMENT

SR. NO.	HOUSE NO.	NAME OF ALLOTTEE	DESIGNATION	DEPARTMENT	DATE OF RETIREMENT	STATUS
1.	8-B, Club Road, GOR-1, Lahore	Mr. Hafeez Akhtar Randhawa	Ex-Chief Secretary Punjab (BS-22)		25-12-2003	Re-employed as Chairman, Bank of Punjab w.e.f 02-01-04 till 13-04-04 Unauthorized since 14-04-04
2.	15 Danepure Lane, GOR-I, Lahore	Dr. Rehana Mehmood Malik	Ex-Professor Health of Obstract Gynae (BS-20)		15-08-2003	Re-employed up to 13-04-05 Unauthorized since 14-04-05

(ب) ان ریٹائرڈ افسران کے خلاف قانون / پالیسی کے مطابق ضروری کارروائی کی جارہی ہے، مجاز اتھارٹی کے فیصلے کے بعد مزید ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں ہے تاہم قواعد کے مطابق پینل رینٹ بنیادی تنخواہ کا، فیصد ہوتا ہے اس کا مارکیٹ ریٹ سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ سب کے ساتھ قانون کے مطابق برتاؤ کیا جاتا ہے۔

دوران سروس فوت ہونے والے ملازمین کے بچوں کے لئے عمر میں رعایت اور اضافی نمبروں کا مسئلہ

361 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین جو دوران سروس وفات پا جائیں ان کے بچوں کے لئے پنجاب Civil Servants Act 1974 Esta Code کی دفعہ 17-A کے تحت پنجاب پبلک سروس کمیشن اور ڈیپارٹمنٹ سلیکشن کمیٹی / بورڈ کے ذریعے recruitment میں دس سال کی age relaxation ہے، جبکہ یہ رعایت P.P.S.C کے ذریعے Civil Judge Cum Jud. Magistrate recruitment کے لئے نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ A-17 کے تحت ایسے امیدواروں کو دس اضافی نمبر تحریری امتحان اور انٹرویو کے پاس کرنے کے بعد aggregate میں دیئے جاتے ہیں اور وہ بھی صوابدیدی اختیارات ہیں؟

(ج) کیا حکومت یہ اضافی نمبر تحریری امتحان پاس کرنے والے امیدواروں کے انٹرویو کے نمبروں میں شامل کر کے میرٹ بنانے اور کمیشن کے صوابدیدی اختیارات ختم کرنے کو تیار ہے؟

(د) دوران سروس وفات پا جانے والے سرکاری ملازمین کی بیواؤں کو صوبائی بینوولینٹ فنڈ بورڈ ماہانہ مالی امداد فراہم کرتا ہے، ضلع اوکاڑہ میں یہ امداد پچھلے نو ماہ سے بند ہے، یہ امداد کب تک جاری کر دی جائے گی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ تاہم اصل صورتحال یہ ہے کہ ایسے امیدواران جو A-17 دفعہ کے تحت، ملازمت کے لئے درخواست دیں ان کو Punjab Civil Servants Recruitments Rules, 1976 (relaxation of upper age limit کے تحت عمر کی بالائی حد میں پانچ سال کی رعایت پہلے سے حاصل ہے۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے پانچ سال کی رعایت بلا تخصیص تمام درجوں کی اسامیوں کے لئے دی ہوئی ہے۔ یہ پانچ سال کی بلا تخصیص رعایت P.P.S.C کے ذریعے سول ججز کم جوڈیشل مجسٹرٹ کی بھرتی کے لئے نہیں ہے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

(ب) یہ درست نہیں ہے تاہم اصل صورتحال یہ ہے کہ دفعہ A-17 کے تحت پے سکیل 6 اور اوپر بھرتی کے لئے امیدوار کو ٹیسٹ یا انٹرویو پاس کرنے کے بعد دس اضافی نمبر دیئے جاتے ہیں۔ یہ نمبر صوابدیدی نہیں ہیں بلکہ قانونی طور پر بلا تخصیص دیئے جاتے ہیں۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ اضافی نمبر P.P.S.C کے صوابدیدی اختیارات نہیں ہیں لہذا ان کو ختم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) دوران سروس وفات پا جانے والے گزیٹڈ سرکاری ملازمین کی بیواؤں کو صوبائی بنیوولیٹ فنڈ بورڈ کی جانب سے ماہانہ امداد جاری کی جاتی ہے جبکہ نان گزیٹڈ سرکاری ملازمین کی بیواؤں (بشمول گزیٹڈ ایس ایس ٹی، اے ای او، ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس) کو متعلقہ ضلعی بہبود

فنڈبورڈ جس کا چیئرمین ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ہوتا ہے۔ مالی امداد جاری کرتا ہے۔ تمام ضلعی بہبود فنڈبورڈز کو صوبائی بہبود فنڈبورڈ کی جانب سے چار اقساط میں فنڈز جاری کئے جاتے ہیں۔ جہاں تک ضلعی بہبود فنڈبورڈ اوکاڑہ کا تعلق ہے اس بورڈ کو فنڈز جاری کئے جا چکے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

دوران سال 2004 میں جاری ہونے والے فنڈز کی تفصیل

نمبر شمار	چیک نمبر	تاریخ	رقم
1۔	8237649	20-03-04	Rs: 23,39,675.00
2۔	12975041	22-06-04	Rs: 50,00,000.00 (دو اقساط)
3۔	12975071	13-10-04	Rs: 25,00,000.00

دوران سال 2005 میں جاری ہونے والے فنڈز کی تفصیل

نمبر شمار	چیک نمبر	تاریخ	رقم
1۔	14444105	05-04-05	Rs: 63,03,600.00 (دو اقساط)
2۔	14444161	08-07-05	Rs: 30,66,000.00
3۔	14444179	08-08-05	Rs: 25,79,000.00

پوائنٹ آف آرڈر

سوالات کے جوابات کا ایوان میں تاخیر سے پیش کیا جانا

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ دیکھیں کہ وقفہ سوالات تو ختم ہو گیا ہے۔ اگر آپ chapter-I میں سوالات کے متعلق دیکھیں تو اس میں اس کی پوری detail ہے اور اگلا سوال نمبر 5600 جو لالہ شکیل الرحمٰن کا تھا اس کو ایک سال چار ماہ ہو گئے ہیں لیکن اس کا جواب ابھی تک آپ کے سیکرٹریٹ میں نہیں آیا۔ میں اس کی نشاندہی اس لئے کر رہا تھا کہ This is mandatory on the part of the Department to submit reply of the question. اس پر آپ کی کئی دفعہ direction بھی جاری ہوئی ہیں۔ آپ نے اس پر رولنگ بھی دی ہے۔ اس لئے متعلقہ وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ اس کا جواب آنے میں کیا problems تھیں اور اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟

جناب سپیکر: جی، میں متعلقہ وزیر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس کے متعلق بتائیں؟
وزیر خوراک: جناب سپیکر! ویسے تو وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔
جناب سپیکر: ابھی تو وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے لیکن آپ محکمے کو ہدایت جاری کر دیں۔
وزیر خوراک: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کا جواب آ چکا ہے۔ میں الیکشن کے سلسلے میں مصروف رہا ہوں، یہ پرنٹ نہیں ہوا لیکن اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔
جناب سپیکر: آئندہ احتیاط کریں۔
وزیر خوراک: ٹھیک ہے جناب! شکریہ
جناب سپیکر: آئندہ کے لئے محکمے کو ہدایت کر دیں کہ جواب بروقت آنے چاہیئں۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھ دیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز اراکین کی رخصت کی تین درخواستیں ہیں۔ پہلی درخواست جناب محمد عظیم گھمن صاحب کی ہے۔

جناب محمد عظیم گھمن

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محمد عظیم گھمن صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"It is requested that I have to sit for 'Aitqaf' so I cannot attend Assembly session from 27th October 2005 till the end. Please grant me leave for the said days.''

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عمران اشرف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I am going out of country from November 13, 2005 till November 26, 2005. I request leave may be granted to me."

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ میمونہ نبیل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ میمونہ نبیل ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"It is respectfully submitted that due to some personal reasons I am busy and unable to attend the current 23rd Assembly session. Leave for the same may kindly be granted."

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: شکریہ۔

رپورٹیں (توسیع)

مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری جاوید احمد صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

1. The Punjab Ministers Salaries, Allowances and Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.22 of 2004);
2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.27 of 2004) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70;
3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.28 of 2004) moved by Ms Shaheena Asad, MPA; and
4. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2005 (Bill No.3 of 2005) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1. The Punjab Ministers Salaries, Allowances and Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.22 of 2004);
2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.27 of 2004) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70;
3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.28 of 2004) moved by Ms Shahina Asad, MPA; and
4. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2005 (Bill No.3 of 2005) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں
پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

1. The Punjab Ministers Salaries, Allowances and Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.22 of 2004);
2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.27 of 2004) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70;
3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.28 of 2004) moved by Ms Shahina Asad, MPA; and
4. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2005 (Bill No.3 of 2005) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں
پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ مصباح کوکب مجلس استحقاقات کی رپورت ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 5-41-47-52 to 57-60-65 to 72 بابت سال
2003 اور 71-53-32 اور 72 بابت سال 2004 اور 32-27-14-11
50-47-40-38 اور 60 بابت سال 2005 کے بارے میں مجلس استحقاقات
کی میعاد میں مورخہ 28-فروری 2006 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 5-41-47-52 to 57-60-65 to 72 بابت سال 2003 اور 71-53-32 اور 72 بابت سال 2004 اور 32-27-14-11-50-47-40-38 اور 60 بابت سال 2005 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔فروری 2006 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 5-41-47-52 to 57-60-65 to 72 بابت سال 2003 اور 71-53-32 اور 72 بابت سال 2004 اور 32-27-14-11-50-47-40-38 اور 60 بابت سال 2005 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔فروری 2006 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی ہے۔ محترمہ ثمینہ نوید مجلس قائمہ برائے مال بحالی اور اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill, 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Ms Humaira Awais Shahid, MPA/W-315

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی اور اشتمال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill, 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Ms Humaira Awais Shahid, MPA/W-315

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی اور اشتمال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill, 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Ms Humaira Awais Shahid, MPA/W-315

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی اور اشتمال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

مجلس قائمہ برائے مال، بحالی و اشتمال کی رپورٹ کا میعاد میں توسیع کے لئے بار بار ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ حمیرا اویس شاہد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھنا تھا کہ honourable Speaker جناب محمد افضل ساہی صاحب یہاں بیٹھے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ Give a time-frame for my Bill. میرا خیال ہے کہ اس بل کی یہ 9th or 10th extension ہے تو اس سلسلے میں I wanted کہ ابھی تک what directions have been given to the Committee.

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ 31۔دسمبر 2005 تک ہے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! پھر 31۔دسمبر کے بعد والی بھی extension آجائے گی۔
We have already taken eleven extensions on this. I wanted that...

MR DEPUTY SPEAKER: But the House has already granted it now.

MRS HUMAIRA AWAIS SHAHID: Sir, I have to make a point. I have lost faith in the working of the Committee. I would rather not have the recommendations of the Committee and I want my Bill to be sent back to the House.

MR DEPUTY SPEAKER: That's why the extension has been given. You can again go to the Committee and discuss it over there.

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب! وہ بیکار ہے۔ پھر وہی ہوگا کہ ڈیڑھ مہینے بعد ویسے ہی آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 31۔دسمبر کو جب آئے گی then I will give you the answer on this.

MRS HUMAIRA AWAIS SHAHID: Alright!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبداللہ یوسف صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! میں ان کی بات endorse کروں گا۔ کمیٹیوں کو جو indefinite extensions ملتی ہیں I think this should be curtailed or stopped ان کو کوئی time-frame دینا چاہئے جس میں They should be completed.

جناب ڈپٹی سپیکر: But this is not indefinite. یہ 31۔دسمبر تک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! یہ ہر دفعہ extend ہو جاتی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: It is up to the Committee to finalize the proceedings according to the procedure. You should complete it and you should not ask for the extension then.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! یہی تو بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر یہ خود extensions نہ مانگیں۔

It is the prerogative of the Chairman of the Committee that he should not ask for the extension.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! آپ ان کو directions تو دے سکتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! The honourable member has raised a very valid point. جو یہاں پر discuss ہوا تھا۔ آپ extension کے لئے ٹائم مانگ رہے ہیں، اگر ہاؤس اس کو oppose کر رہا ہے تو That should be put before the House. آپ کہتے ہیں ہم oppose نہیں کر سکتے ہیں، یہاں پر رولنگ آ گئی ہے۔ اگر ایک فاضل رکن ایک ٹاسک پر کمیٹی کو assign کرتے ہیں اس کو definite date دے دیں کہ اس پر کریں، اگر وہ نہیں کرتے تو آپ اس کی extension نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری رائے یہ ہے کہ Chairman of the Committee is fully Empowered. وہ اس کی extension نہ مانگیں اور اپنا کام مکمل کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! As she has shown her concern! انہوں نے اپنا concern show کیا ہے She has no confidence in that Committee. وہ کہتی ہیں کہ کمیٹی پر مجھے اعتماد نہیں ہے جبکہ آپ اس کو extension دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے 31۔دسمبر تک extension دی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں 31 کو اس کا جواب دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Do you think there is any rational? کہ آپ ان کو ہر وقت ٹائم دیتے جائیں۔ You want to spend this money on their TA/DA.

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں یہ نہیں کہہ رہا I don't want to give further extension.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ یہ direction دے دیں کہ:

This is the last limit given and they will not be given any further extension.

MR DEPUTY SPEAKER: I am advising to the Assembly that they should not ask for extension again and again.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! Sir, you are not advised by them. You can direct them.

MR DEPUTY SPEAKER: Yes, if I feel that they are asking for too much time then I will do something but not at this stage. Let the time come, I will give a ruling at that time.

محترمہ حمیرا اویس شاہد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب والا! ایک دوسری چیز جس پر میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ پچھلے دو اجلاسوں میں انہوں نے جو extension لی ہے، extension لینے کے بعد ایک دفعہ بھی میٹنگ نہیں ہوئی۔ ایڈیشنل سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ بے شک ان سے پوچھ لیں کہ اس extension کا فائدہ ہی کیا جب اس کے بعد اس پر میٹنگ ہی نہیں کرنی۔

MR DEPUTY SPEAKER: Bibi, your point has been registered to me and on 31st day I will give you ruling on that.

MRS HUMAIRA AWAIS SHAHID: So that is the last limit.

MR DEPUTY SPEAKER: I will give you ruling on that day. Your point has been registered to me. This is what I am saying. But at this stage I can't give a categorical reply but I will give a reply on that day.

MRS HUMAIRA AWAIS SHAHID: OK.

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جب بھی extension مانگی جاتی ہے تو ہاؤس ہی اس کی extension دیتا ہے اور ہاؤس کی اکثریت extension دیتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سپیکر کی بھی discretion نہیں ہے۔ قطعاً سپیکر کی discretion نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے کوئی اپنی discretion استعمال نہیں کی۔ میں نے یہی کہا ہے کہ اگر انہیں کوئی اعتراض ہے تو میں اس کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کروں گا۔ میں discretion استعمال نہیں کر رہا۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ سپیکر کی بہت بڑی discretion ہے لیکن جہاں ووٹنگ ہوتی ہے وہاں سپیکر کی بھی discretion نہیں ہے کہ کوئی ووٹنگ کسی کے خلاف آ جائے، انہیں وہ اپنی discretion سے ناں کر دیں یا ناں والے کو ہاں کر دیں کیونکہ جب بھی کوئی کمیٹی ٹائم کی extension مانگتی ہے تو اس کو صرف ہاؤس میں put کیا جاتا ہے اور ہاؤس اس کی منظوری دیتا ہے اور ہاؤس کی اکثریت کی رائے سے اس کو منظور کیا جاتا ہے۔ اس پر نہ کوئی discretion ہے اور نہ کوئی اور چیز ہے۔ اگر کوئی آدمی اس کو چیلنج کرتا ہے تو اس کا یہ ہے کہ اس پر پھر ووٹنگ ہو جائے۔ otherwise اس کا کوئی اور طریق کار نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! نوانی صاحب نے بڑی صحیح بات کی ہے۔ issue یہ نہیں ہے میرے خیال میں خان صاحب اس کو سمجھ نہیں سکے۔ issue یہ ہے کہ کمیٹی کو آپ ایک task assign کر رہے ہیں۔ کمیٹی کو meet کرنا چاہئے اور اس پر کوئی decision لینا چاہئے۔ جیسے فاضل رکن نے کہا ہے کہ کمیٹی نے meet ہی نہیں کیا ہے تو اس کی time extension کا فائدہ ہی کیا۔ آپ direction دیں کہ یہ کمیٹی 31۔دسمبر تک meet کرے ان کی جو بھی recommendations ہیں وہ ہاؤس میں آ جائیں۔ باقی جو بات رہی آپ sense of the House بھی دیکھ لیں کہ:

> They are not interested in giving further time to different Committees to decide the issues.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یوسف صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جب اس طرح کی move extensionہوتی ہے تو وہ کمیٹی یہ چیز بیان کرے کہ اس بل کو کتنے periodسے take upکیا ہوا ہے، سال ہو گیا ہے، چھ مہینے ہو گئے ہیں یا دو سال ہو گئے ہیں۔ جتنا periodانہیں دیا ہے That should also be placed before the House.تاکہ پتا چلے کہ وہ کتنا delayکر رہے ہیں اور کیوں کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کو وہی تو عرض کیا ہے کہ:

> Basically it is the prerogative of the Chairman to decide about the Committee's issues and the Chairman should not ask for further extension. But if the House feels that they are prolonging, the House can give a verdict against them. It is always put to the House. It is for the House to take the issue on its own and decide against it.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ہاؤس کو بتایا تو جائے کہ اتنے periodسے extensionہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی لئے

> I am saying that we are going to put that to the House. I have also given directions to the concerned Chairman that he should look that minimum time is utilized and not maximum time.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ شاید میں اپنی بات آپ کو clearنہیں کر سکا۔ میری suggestionیہ ہے کہ جب ہاؤس کے سامنے extension putکی جائے تو بتایا جائے کہ یہ second, third or fourthیا کتنی extensionہے تاکہ اس کا بھی تو پتا چل سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کی یہ بات ٹھیک ہے۔

وزیر جیل خانہ جات:اس میں یہ ہے کہ کسی بھی کمیٹی کا جب بھی آپ time extend کرتے ہیں اور ہاؤس منظور کرتا ہے۔ سپیکر اس کو direct کر سکتا ہے کہ آپ نے اتنے دنوں میں اسے مکمل کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اس میں وہ اس کی وجہ بتائیں کہ انھیں کیوں extension دی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات:اس کے لئے رولز میں ترمیم کرنا پڑے گی کہ ساتھ وجہ بھی بتائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی طرح میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہماری جو استحقاق کمیٹی ہے، نذر فرید کھوکھر صاحب اس کے چیئرمین ہیں اس کمیٹی کے اختیارات کے بارے میں بھی کوئی وضاحت کر دی جائے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک سال سے زائد ہو گیا ہے کہ ایک تحریک استحقاق ائیرپورٹ سکیورٹی فورس کے حوالے سے میں نے ایوان میں پیش کی تھی، اس ایوان نے اسے منظور کیا اور اس کمیٹی کی چار پانچ meetings ہو چکی ہیں۔اس معاملے میں کمیٹی بالکل بے بس ہے کہ ائیرپورٹ سکیورٹی فورس کا کرنل کمیٹی کی ہدایات پر میٹنگ میں آنے کے لئے تیار نہیں ہے۔اگر میں پچھلی چار پانچ proceedings کی تفصیل آپ کی خدمت میں پیش کروں تو وہ بڑی مضحکہ خیز ہیں۔ جب یہ ان کے ہیڈ کوارٹر کو refer کیا گیا تو انھوں نے unsigned letter اس کے جواب میں بھیج دیا۔اس طرح ہر میٹنگ میں کچھ نہ کچھ کرتے رہے اور آخری میٹنگ میں انھوں نے کوئی جواب دینا بھی پسند نہیں کیا۔ملک نذر فرید کھوکھر صاحب نے مجھے کہا کہ وہ تو آتے نہیں ہیں تو آپ بھی خاموش ہو جائیں۔اس حوالے سے میں چاہتا ہوں کہ یہ بات بھی clear ہو کہ یہ ہماری استحقاق کمیٹی ہے، اس کا اختیار کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا اس وقت اٹھنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک general consensus ہاؤس میں build ہو رہا ہے کہ جو کمیٹی سسٹم سے لوگوں کی dissatisfaction ہے۔ ہمارے ہاں کمیٹی سسٹم کوئی صحیح طریقے سے نہیں چل رہا۔ جن کمیٹیوں کے

اجلاس ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ ہوتا نہیں ہے اور بہت سی کمیٹیاں ہیں جن کے اجلاس ہی نہیں ہوتے اس لئے مہربانی کر کے اس بارے میں ہم ہاؤس میں کچھ کریں کہ اس کمیٹی والے نظام کو چلانا ہے یا یہ صرف ایک showpiece ہے کہ فلاں ممبر فلاں کمیٹی میں ہے اور فلاں ممبر فلاں کمیٹی میں ہے۔ جب کمیٹی کے اجلاس ہوتے ہیں تو لوگ نہیں آتے، کورم پورا نہیں ہوتا اس لئے اس کو سنجیدگی سے لینا چاہئے کہ کمیٹی سسٹم کو ہم اس ہاؤس میں affective بنائیں۔ آپ دیکھیں کہ کتنے سارے لوگوں نے اٹھ کر اسی چیز کے اوپر کہا ہے، جن میں حکومتی اراکین اور اپوزیشن کے اراکین بھی شامل ہیں۔ جنھوں نے کہا ہے کہ یہ کمیٹی سسٹم چل نہیں رہا۔ ابھی ہاؤس کے اندر ایجوکیشن کمیٹی والا معاملہ چل رہا ہے۔ جس میں یہ ہے کہ میٹنگ ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے، جس میں ایک بل پاس کر دیا گیا ہے اس لئے کمیٹی سسٹم کو مہربانی کر کے affective بنائیں اور اس کو تقویت بخشیں۔

مجلس استحقاق کا رکن اسمبلی کو مطمئن کئے بغیر اور عدم موجودگی میں تحریک استحقاق کا فیصلہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ میں نے ایک تحریک استحقاق نمبر 8 دی تھی۔ جب اس کی میٹنگ call کی گئی تو میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی، اس لئے میں نہ آ سکی لیکن میں دوسری میٹنگ میں آئی تھی۔ اس میٹنگ میں ڈاکٹر صاحب نے جو بیان دیا تھا میں اس سے مطمئن نہیں تھی۔ آپ ثبوت کے طور پر اس میٹنگ کی کارروائی دیکھ سکتے ہیں۔ اس میٹنگ کی صدارت رانا ثناء اللہ صاحب کر رہے تھے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ میں ڈاکٹر صاحب کے بیان سے مطمئن نہیں ہوں لہذا ہوا یہ کہ انھوں نے مجھے بتائے بغیر، آپ اس کی کارروائی دیکھیں کہ میں نے اس میں agree نہیں کیا تھا لیکن مجھے نہیں پتا کہ کس وقت، کس میٹنگ میں اور کس نے وہ فیصلہ دیا کہ اس تحریک کو dispose of کر دیا گیا۔ میں نے دوبارہ application کمیٹی کے چیئرمین کو دی ہے کہ آپ اس کو reopen کریں کہ جب میں مطمئن نہیں تھی تو پھر یہ فیصلہ کیسے ہوا؟ آپ اس کمیٹی کی پروسیڈنگ نکال کر دیکھیں اور مجھے یہ بتائیں کہ مجھے بتائے بغیر، مجھے بلائے بغیر اس کو dispose of کس نے اور کیسے کیا؟ اگر اسی طرح سے کمیٹیوں کی کارروائی چلتی رہی تو میرا خیال

ہے کہ پھر استحقاق کمیٹی کا کوئی فائدہ ہے اور نہ اس تحریک کا کوئی فائدہ ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ اس کو re-open کیا جائے اور دوبارہ میٹنگ بلائی جائے اور بیان دیکھا جائے کہ میں نے کیا بیان دیا تھا اور اس پر کیا فیصلہ ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نذر فرید صاحب آپ اس کی کچھ وضاحت کر دیں۔

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر!۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس دن کا حوالہ محترمہ دے رہی ہیں اس دن نذر فرید کھوکھر صاحب صدارت نہیں کر رہے تھے۔ اس دن میٹنگ کو میں نے Chair کیا تھا۔ اس میں متعلقہ ڈاکٹر صاحب کا بیان اور ان کا بیان لیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس دن جو کمیٹی کے ممبران موجود تھے وہ ڈاکٹر صاحب کے بیان سے fully satisfied تھے اس کے مطابق اس تحریک کو dispose of کیا گیا تھا۔ اب تحریک کو dispose of کرنے کا فیصلہ کرنے میں کمیٹی کے ممبران محرک کی اجازت کے محتاج نہیں ہیں۔ انھوں نے اس معاملے کو بہتر سمجھا اور فیصلہ دے دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اس وقت صدارت کر رہے تھے؟

رانا ثناء اللہ خان: جی، میں نے صدارت کی تھی اور consensus کے ساتھ اس کو dispose of کیا گیا تھا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ آپ کارروائی نکال کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی، اگر majority نے اس کو dispose of کر دیا ہے تو۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ صرف اس کی کارروائی دیکھ لیں۔ اس کے بعد آپ جو فیصلہ کریں۔گے وہ مجھے منظور ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کوئی بھی act of ex-party ہو that is an Act of injustice کبھی قرین انصاف نہیں ہوتا۔ ویسے بھی precedents بھی یہی ہیں، traditions بھی یہی ہیں کہ mover جب ہو تو mover must be informed اگر رانا

صاحب کی صدارت میں کمیٹی کا اجلاس ہو رہا تھا تو وہ further extend ہو سکتا تھا۔ یعنی mover کے علم میں لائے بغیر dispose of کرنا کوئی اچھی tradition نہیں ہے۔اس طریقہ سے injustice You will be opening the front gate for another کہ جب بھی کسی کا دل کرے گا اور specially this will happen to opposition people کہ ان کی majority نہیں ہو گی، وہ mover نہیں ہو گا تو اس کو dispose of کر دیں گے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اپنے اختیارات خصوصی اختیار میں لاتے ہوئے mover کو اس میں بالکل رکھیں کیونکہ ex-parte کا جو بھی act ہے وہ کبھی انصاف پر مبنی نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس وقت mover موجود ہوں گی جب یہ فیصلہ ہوا ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! شاید اپنی بات کی پوری طرح وضاحت نہیں کر سکا۔ اس تحریک استحقاق کی باقاعدہ سماعت ہوئی۔ محترمہ نے اپنا بیان ریکارڈ کروایا اور جو اس میں respondent تھے انھوں نے بھی اپنا بیان ریکارڈ کروایا۔ اس کی مکمل سماعت کے بعد کمیٹی نے for further consideration رکھ لیا۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ نے کوئی فیصلہ کرنا ہے تو کوئی اتنا مناسب نہیں ہوتا کہ آپ دونوں پارٹیوں کو سامنے بٹھا کر اس کو announce کریں۔ For further Consideration کمیٹی نے اس کو pending کیا تھا اور on that day after the consideration اس کو dispose of کیا گیا ہے۔اس سے پہلے دونوں فریقوں کی پوری سماعت ہو چکی تھی اور ریکارڈ موجود تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، رانا صاحب کے سامنے discuss بھی ہوا مگر میری گزارش یہی ہے کہ precedent بھی ہے، tradition بھی یہی ہے کہ mover جو ہوتا ہے، جب فیصلہ ہوتا ہے تو He has to be present تو اس دن محترمہ present نہیں تھیں۔اس لئے ان کو further extend کر دینا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب، اصولاً جب بھی کوئی کیس put up ہو چاہے، مدعی ہو یا مدعا علیہ ہو۔ وہ موجود ہوں تو ان کے سامنے فیصلہ دینا چاہئے۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHSH: This is my submission

جناب ڈپٹی سپیکر: اصولاً یہ ہونا چاہئے کہ moved کو حاضر ہونا چاہئے۔ آپ اس کے خلاف فیصلہ دیں لیکن اسے حاضر ہونا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جیسے کورٹ نے ایک کیس کو سننا ہے، evidence record کرنی ہے اور اس کے بعد کوئی فیصلہ کرنا ہے۔ اس میں ایسی پوزیشن نہیں ہوتی۔ اس میں یہ ہے کہ کمیٹی نے تو صرف ایک رپورٹ اس ہاؤس کو refer کرنی ہے۔ جب کمیٹی دونوں فریقین کو سن لیتی ہے تو اس کے بعد اس نے ہاؤس کو refer کرنے کے لئے اپنی جو رپورٹ form کرنی ہے تو at that time کمیٹی کو دونوں فریقوں کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ رپورٹ تو کمیٹی نے دینی ہے۔ وہ dispose of بھی کر سکتی ہے اور otherwise report بھی دے سکتی ہے اور اس پر فیصلہ ہاؤس نے کرنا ہے۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سماں صاحب!

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! کیا ہاؤس کے اندر کمیٹی کا رویہ بغیر چیئرمین آف دی کمیٹی کی رپورٹ کے موضوع بحث بن سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں بن سکتا لیکن انہوں نے تو پوائنٹ اٹھایا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب چیئرمین موجود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب چیئرمین کی موجودگی کے بغیر رپورٹ موضوع بحث نہیں بن سکتی تو اس میں یہ فیصلہ کیسے ہو سکتا ہے کہ mover بھی موجود نہیں ہے، چیئرمین بھی موجود نہیں ہے اس لئے میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ آپ یہ غلط precedent نہ بنائیں کیونکہ اگر یہ precedent ایک دفعہ بن گیا تو It will be opened for everybody اس لئے جو بھی فیصلہ ہے چونکہ وہ ex-parte فیصلہ ہے That is not act of justice میری یہ گزارش ہے کہ ex-parte کا کبھی بھی، کسی بھی کورٹ میں دیکھ لیں کہ جب بھی ex-parte فیصلہ ہو جاتا ہے تو جو aggrieved پارٹی ہوتی ہے اور وہ جب بھی application دیتی ہے تو وہ کیس re-open ہو جاتا ہے۔ یہاں کمیٹی میں mover بھی نہیں ہے، چیئرمین بھی نہیں ہے۔ آپ اسمبلی کا مجھے ایک بھی، سابقہ precedent دکھا دیں کہ جس میں mover نہ ہو اور اس کے خلاف فیصلہ دے دیا گیا ہو۔

آپ یہاں بیٹھے ہیں آپ کا ایک ایک لفظ will become history; will become a precedent. اب آپ یہاں ایک history مرتب کر رہے ہیں تو اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ایسی history مرتب نہ کریں جو اس ہاؤس کے لئے اور آنے والے لوگوں کے لئے بھی وبال جان بن جائے۔ شکریہ

ملک نذر فرید کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نذر فرید کھوکھر صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ. Let me ask the Chairman of the Committee.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ جو سماں صاحب نے پوائنٹ raise کیا ہے وہ واقعی valid ہے۔ اب اس پر اعتراض شاہ صاحب یا محترمہ کو ہے وہ تو یہی ہے کہ کمیٹی نے جو رپورٹ بھیجی ہے کہ اس تحریک کو dispose of کر دیا جائے۔ اب فیصلہ کس نے کرنا ہے، فیصلہ ہاؤس نے کرنا ہے۔ جب وہ رپورٹ پیش ہو گی، شاہ صاحب اور محترمہ اس کو oppose کر لیں۔ اگر ہاؤس کہے کہ اس کو دوبارہ re-consider کیا جائے تو کمیٹی reconsider کر لے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نذر فرید کھوکھر صاحب!

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! اکثر کمیٹی کے پاس جو تحاریک استحقاق پیش ہوتی ہیں ان میں mover موجود ہوتا ہے، mover کی غیر موجودگی میں آج تک کبھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اگر کوئی mover کسی respondent کو معاف کر دے تب بھی کمیٹی کا یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ جب تک mover خود موجود نہیں ہو گا اس کے لکھے ہوئے پر بھی عمل نہیں ہو گا۔ اس کیس میں یہ ہوا کہ چونکہ محترمہ اپوزیشن کی ممبر ہیں تو ہم نے رانا صاحب سے preside کروایا، محترمہ نے بیان دیا اور اس کے بعد respondent نے بیان دیا پھر ساری کمیٹی نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اس نے apologize کیا ہے تو اس کو accept کر لیا جائے، ایک فیصلہ دے دیا۔ اس کے بعد محترمہ نے مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے کہا کہ میں satisfied نہیں ہوں۔ میں نے کہا آپ مجھے application دے دیں ہم دوبارہ اس respondent اور آپ کو بلا کر، آپ دونوں کو سن کر فیصلہ کر دیں گے۔ پرسوں محترمہ سے میری یہ بات ہوئی اور میں نے انہیں کہا کہ آپ جب بھی مجھے application دیں گی، رانا صاحب نے بھی کہا

کہ یہ جائز بات ہے وہ application دے دیں ہم اس کے مطابق اس کو دوبارہ reconsider کر لیں گے۔ ہاؤس بھی ہمیں دوبارہ refer کر سکتا ہے۔ اگر یہ ہمیں درخواست دے دیں تو ہم اس کو دوبارہ consider کر لیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ابھی کچھ معزز ممبران نے یہ کہا ہے کہ کچھ کمیٹیوں کی meetings ہی نہیں ہوتیں تو اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر ممبر صاحبان اسمبلی میں کوئی ایسے معاملات لائیں گے، ہر ڈیپارٹمنٹ کی ایک کمیٹی ہے اس ڈیپارٹمنٹ سے متعلق جب کوئی ممبر یہاں پر قانون سازی سے متعلق کوئی معاملہ اٹھائیں گے تو وہ کمیٹی کو refer کیا جائے گا۔ اگر کوئی ممبر یہاں پر ایسا معاملہ نہیں لائے گا تو پھر اس کمیٹی کے پاس کوئی کام نہیں جائے گا۔ جب کمیٹی کو یہ ہاؤس کوئی کام refer نہیں کرے گا تو ہاؤس کے ریفرنس کے بغیر کمیٹی کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ میٹنگ کرے یا کسی معاملے کو suo moto take up کرے۔ اس لئے جو اعتراض لغاری صاحب نے یہاں پر کیا کہ کچھ کمیٹیوں کی اتنے سالوں میں میٹنگ ہی نہیں ہوئی تو اس میں میری یہی گزارش ہے کہ اگر لغاری صاحب یا کوئی دوسرے دوست ان ڈیپارٹمنٹس کے متعلق کوئی قانون سازی لائیں گے تو وہ معاملہ کمیٹی کو refer ہو گا اور کمیٹی اس پر میٹنگ کرے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ کے متعلق آپ جواب دیں۔

ملک نذر فرید کھوکھر: وہ میں نے جواب دے دیا ہے کہ ہم ان کی application پر reconsider کر لیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! انہوں نے approval دے دی ہے تو میری request یہی ہے کہ آپ اس کو reconsider کر دیں کیونکہ چیئرمین کمیٹی بھی اس پر agree ہیں اور ہاؤس کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جب چیئرمین اس بات پر متفق ہیں تو اس لئے محترمہ کی request پر اس کو آپ reconsider کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ابھی تو ہاؤس میں یہ معاملہ نہیں آیا۔ جس طرح نذر فرید کھوکھر صاحب نے کہا ہے کہ محترمہ نے انہیں application دے دی ہے وہ خود ہی اس کو review کر لیں گے۔ ابھی ہاؤس میں تو معاملہ آیا ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ ایک معاملہ جو ایک سٹینڈنگ کمیٹی میں پیش ہوا تو اس وقت جو صاحب متعلقہ کمیٹی کو preside کر رہے تھے ان کو وہی اختیارات حاصل تھے جو ایک چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی کو ہوتے ہیں۔ انہوں نے ضابطے کے مطابق ایک issue dispose of کر دیا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کے پاس دو راستے ہیں، ایک تو اسی کمیٹی کے پاس یہ دوبارہ درخواست دیں اور چیئرمین کمیٹی اگر اس کو قواعد و ضوابط کے مطابق re-open کر سکتے ہیں تو وہ کر لیں گے۔ دوسرا راستہ ان کے پاس یہ ہے کہ جس طرح رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ کمیٹی کی رپورٹ ابھی ہاؤس میں آنی ہے اس وقت محترمہ اس پر اعتراض کریں۔ جس طرح ہاؤس کا sense نظر آ رہا ہے کہ سارے دوست یہ چاہتے ہیں کہ ان کا معاملہ re-open ہو تو اس کو واپس کمیٹی کے پاس بھیجا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے طریق کار یہ ہے کہ جب معاملہ ہاؤس میں آئے تو اس وقت ہاؤس اس کو refer back کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کسی individual کے کہنے پر کمیٹی کے سارے معاملات کو re-open کرنے کا سلسلہ چل پڑا تو وہ ایک غلط precedent ہو گا اس لئے جناب سے استدعا ہے کہ محترمہ کی grievances ضرور حل ہوں گی لیکن وہ مناسب وقت ہے اور وہ انتظار کریں۔ اس پر ان کا معاملہ reconsider کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ اچھی تجاویز ہیں۔ جس وقت یہ معاملہ ہاؤس میں آئے تو اس وقت دوبارہ یہ پوائنٹ raise کریں۔ and the House will consider it at that time.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک بات یہ ہے کہ یہ محترمہ applicaiton دے دیں، ایک بات یہ ہے کہ ہاؤس میں put کر دیا جائے۔ اگر محترمہ application دے دیں تو پھر بھی re-open ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! بہتر یہ ہے کہ جب یہ ہاؤس میں آئے تو it will be decided by the House and will be referred back.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کا جو فیصلہ ہو گا ہم مانیں گے لیکن میری گزارش صرف اتنی ہے کہ Generousity breeds attachment. آپ جس کرسی پر بیٹھے ہیں یہاں پر فراخدلی کا مظاہرہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بجا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: اگر وہ محترمہ application دے دیتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان سے disagree نہیں کر رہا، میں آپ کے point of view کو سمجھ رہا ہوں لیکن جو آپ اور محترمہ کہہ رہی ہیں It can be reconsidered اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو اس دن کی میٹنگ تھی آپ اس کے minutes نکال کر دیکھ لیں اس میں یہ بات نہیں ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ہمیں آپ سے ہمدردی ہے آپ نے اور شاہ صاحب نے جو پوائنٹ raise کیا ہے وہ ٹھیک کیا ہے لیکن جو لاء منسٹر صاحب نے suggestion دی ہے وہ بھی صحیح ہے۔ Let it come to the House

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے انہیں application دے دی ہے لیکن میرے کہنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ آپ minutes دیکھیں کہ اس میں کیا فیصلہ ہوا تھا اور جو انہوں نے dispose of کیا ہے مجھے اس پر اعتراض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ابھی تک تو ہاؤس میں وہ معاملہ نہیں آیا۔ جب ہاؤس میں آئے گا تو دیکھ لیں گے۔

ڈاکٹر اسد معظم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! جو ابھی بلدیاتی الیکشن ہوئے ہیں اس سلسلے میں دھاندلی کا ذکر آتا ہے اس میں، میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا کہ آج کے دور میں انٹرنیشنل کرائسز مینجمنٹ۔۔۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ابھی آپ اس کو pending کر لیں۔ میں ابھی تحریک استحقاق لے لوں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 60 کی بابت جناب عبدالرشید بھٹی کی درخواست آئی ہے کہ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جائے۔ لہذا اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ ملک جلال دین ڈھکو صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 62 ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے، وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 674/05 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فائزہ احمد اور جناب سمیع اللہ خان صاحب کی ہے، یہ move ہو چکی ہے اور اس کو 23 تاریخ تک کے لئے pending کیا گیا تھا۔ وزیر صحت نے اس کا جواب دینا ہے۔

محکمہ صحت کی لیڈی ہیلتھ سپر وائزروں، ورکروں اور ڈرائیوروں کی تنخواہ میں ایک ماہ کی ناجائز کٹوتی

(۔۔۔جاری)

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ملتان آرڈر نمبر ANP/229790 مورخہ 26-09-05 لیڈی ہیلتھ ورکرز، 3 لیڈی ہیلتھ سپر وائزر اور ایک ڈرائیور کی تنخواہ کی کٹوتی کے احکامات مختلف وجوہات جن میں ملازمت سے غیر حاضری اور ناقص کارکردگی شامل ہے کی بنیاد پر جاری کئے گئے تھے۔ ستمبر کا جو pay role اسی بنیاد پر تیار کیا گیا۔ یہ جو کارروائی کی گئی یہ اس محکمے کی

کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کی گئی۔ جن کی تنخواہ میں کٹوتی کی گئی ان میں سے دو نے استعفیٰ دے دیا۔14 ڈیوٹی سے غیر حاضر رہیں،9 نے اپنی کمیونٹی چھوڑ دی اور ایک ورکر نے مڈوائفری میں داخلہ لے لیا۔ ملتان میں ماہ ستمبر 2005 میں 1271 لیڈی ہیلتھ ورکرز اور 46 لیڈی ہیلتھ سپروائزرز اور 23 ڈرائیوروں کو 24 لاکھ 38 ہزار 9 سو 24 روپے ادائیگی کی گئی جبکہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تنخواہ سے 68 ہزار 2 سو 50 روپے اور لیڈی ہیلتھ سپروائزر کی تنخواہ سے 5 ہزار 4 سو 26 روپے اور ڈرائیور کی تنخواہ سے 26 سو روپے منہا ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا تنخواہ کی کٹوتی سے پہلے جو محکمانہ کارروائی کا ایک طریق کار ہوتا ہے ان کو نوٹس دینے کا اور ان کو سننے کا کیا اس کو follow کیا گیا تھا اور دوسری بات یہ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پاس پہلے کتنی زیادہ کمی ہے اور ہسپتالوں میں کارکردگی پر فرق پڑتا ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا کہ اس طرح کئی لوگوں نے استعفیٰ دے دیا میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اس پر کوئی محکمانہ کارروائی کی گئی، ان کو سنا گیا اور ان کو نوٹس وغیرہ دیئے گئے اور اگر دیئے گئے تو کیا یہ کام صرف لیڈی ہیلتھ ورکرز اور سپروائزرز پر ہوا؟ ڈاکٹرز جو اکثر غیر حاضر رہتے ہیں اور باقی افسران کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ڈرائیوروں کی تنخواہ کاٹ لینے سے efficiency میں کوئی بڑا فرق آ جائے گا؟ اس میں، میں سمجھتی ہوں کہ وزیر صاحب کو سوچنا چاہئے۔ میری اطلاع کے مطابق ان پر کوئی محکمانہ کارروائی نہیں کی گئی تھی اور اچانک ان کی تنخواہ میں کٹوتی کر دی گئی تھی میں سمجھتی ہوں کہ یہ ناانصافی ہے۔ کم از کم ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جانی چاہئے تھی اس کے بعد یہ طریق کار اپنایا جانا چاہئے تھا۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! محترمہ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جب یہ ایکشن لیا گیا تو تمام ضابطے رولز اینڈ ریگولیشنز کو follow کر کے، procedures کو adopt کر کے یہ کارروائی کی گئی۔ میرے پاس ان کی تفصیلی لسٹ بھی ہے میں آپ کو صرف ایک مثال دیتا ہوں کہ ایک خاتون آر ایچ سی میں لیڈی ہیلتھ سپروائزر ہے اور وہ تین ماہ سے ڈیوٹی پر نہیں آئی اس کو پہلے وارننگ دی گئی، پھر اس کو لیٹر بھیجا گیا، جب تین ماہ لگاتار وہ ڈیوٹی سے غیر حاضر رہی تو پھر ہم نے سمجھا کہ کم از کم اس کی ایک ماہ کی تنخواہ تو روک لی جائے۔ This is just a part of the process for making the efficiency of the department better میرا خیال ہے کہ اگر ہم ایسے لوگوں کے خلاف

جو inefficient ہیں، جو poorly perform کرتے ہیں، ایکشن نہیں لیں گے تو wrong message will be delivered to other members of the Health Department انہوں نے کہا ہے کہ کیا ڈاکٹروں یا سینئر آفیسروں کے خلاف بھی کارروائی کی جاتی ہے۔ اگر ہمارے پاس کوئی بھی شکایت آئے یا ہم اپنے روٹین وائز چھاپے مارتے ہیں تو کوئی ڈاکٹر غیر حاضر ہو تو اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں پہلا وزیر صحت ہوں کہ جس نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں ایک 20ویں گریڈ کے نیوروسرجن کو غیر حاضری کی بنیاد پر اسی وقت معطل کیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! ابھی یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی بڑا ڈاکٹر، پروفیسر یا اسسٹنٹ پروفیسر ڈیوٹی سے غیر حاضر ہو تو ان پر ایکشن لیا جاتا ہے اور ڈاکٹر صاحب نے لیا بھی ہے تو اسی شہر لاہور کے سب سے بڑے ہسپتال میں ایک پروفیسر صاحب پچھلے تین سالوں سے کنٹریکٹ پر appoint ہوئے ہیں اور وہ پاکستان میں نہیں ہیں اور ان کے پاسپورٹ سے verify کیا جا سکتا ہے کہ وہ فرانس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ نے ایک سینئر رجسٹرار کو کنٹریکٹ پر AP لگایا اور انہوں نے وارڈ چلایا، کیا ہوا، پروفیسر صاحب فرانس سے آئے، آکر ان کا کنٹریکٹ کینسل کر دیا اور اب وہ وارڈ تقریباً بند ہے۔ یہ واقعہ اسی شہر میں سب سے بڑے ہسپتال کا ہے تو میں ڈاکٹر صاحب سے کہوں گا کہ کیا یہ اس ہسپتال میں visit کرنا پسند کریں گے؟ ان کے بھی knowledge میں ہے کیونکہ اس appointment میں ہمارے ارباب اختیار، جو حکومت میں ہیں کا بھی ہاتھ ہے۔ جناح ہسپتال میں کارڈیک سرجری کے پروفیسر ہیں جو کہ سال میں صرف تنخواہ لینے آتے ہیں اور آفس میں بیٹھ کر پہلا کام ان کا یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے پی اے کو بلا کر کہتے ہیں کہ دیکھیں جی میرے بنک میں کتنی تنخواہ جمع ہو گئی ہے اور وہ تنخواہ لیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اور آج بھی وہ ریکارڈ میں on duty ہوں گے، verify کیا جا سکتا ہے، میڈیا والے بیٹھے ہوئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ جا کر اس یونٹ کا visit کریں اور پتا کریں کہ کیا facts ہیں اور پنجاب کے عوام کو بتائیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اسی سلسلے میں میرا ابھی ایک سوال ہے اور اس کا بھی جواب اکٹھا ہی آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار دی گئی ہے یہ 40 سے اوپر تقریباً ان لوگوں کے بارے میں ہے جو گریڈ 1,2,3,4,5 کے ہیں یعنی نچلے طبقے کے لوگ ہیں اور ان کی ایک ایک ماہ کی تنخواہ کاٹ لی گئی ہے تو کیا ہیلتھ منسٹر یہ بتا سکتے ہیں کہ بڑے گریڈ کے لوگوں میں سے کسی کی آج تک ان کے دور حکومت میں تنخواہ کٹی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ کیا کوئی یہ ایسی assurance دیں گے کہ ان کی بحالی یا ان کی وہ سزا واپس ہو جائے جو انہیں دے دی گئی ہے اور اب انہیں نوکری پر بحالی کی کوئی assurance منسٹر صاحب دینا پسند فرمائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ ابھی ستمبر کا واقعہ ہے، اکتوبر کی date کا ایکشن ہے اور ستمبر کی تنخواہ تھی اور ہم personally investigate کر رہے ہیں، ان میں سے کسی کو بھی ہم نے terminate نہیں کیا، کسی کو ہم نے suspend نہیں کیا اور ہم نے صرف تنخواہ روکی ہے اور کٹوتی کی ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایسا شخص ہوگا جو ڈیوٹی پر ریگولر تھا اور خوامخواہ اس کے خلاف ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ نے ایکشن کیا ہے تو اسے اس کی تنخواہ بھی دی جائے گی اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ If it is proved that he did this in a way which was not according to the law لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اسمبلی میں ہم لیجسلیٹر بیٹھتے ہیں تو ہم چاہتے ہیں اور ہم تو اکثر یہ گلے کرتے ہیں کہ وہاں پر ہسپتال میں نرس موجود نہیں تھی اور ڈاکٹر موجود نہیں تھا اور جب ایکشن لیا جاتا ہے تو پھر یہ اس کے خلاف بات کریں۔ I think کہ کوئی بھی شخص اگر ڈیوٹی پر موجود نہیں ہوتا and this goes for everybody in Pakistan, I think including the Members of the Assembly جو باقاعدہ اپنا کام نہیں کرتے تو ان کا کوئی حق نہیں ہے کہ انہیں تنخواہ دی جائے۔ یہ public money ہے اس کی accountability ہماری ڈیوٹی ہے لیکن اگر کسی کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے تو میں ذمہ دار ہوں کہ اس کا ازالہ کیا جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم بالکل سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر طاہر صاحب ایک قابل انسان ہیں اور وہ ٹھیک کام کرتے ہیں لیکن میں طاہر صاحب کی توجہ چاہتی ہوں کہ انہوں نے accountability کی بات کی ہے تو یہ اس سسٹم پر بات آتی ہے یعنی ان لیڈی ہیلتھ ورکروں، ڈرائیوروں اور ان سب کی

رپورٹ تو میڈیکل سپرنٹنڈنٹ یا وہ concerned high grade officers کرتے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! کوئی ایسی بے ضابطگی ہوتی ہے تو سب کے خلاف پر ایکشن لیا جاتا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! پہلے جن کی طرف سے تحریک التوائے کار پیش ہوئی ہے ان کا حق ہے کیونکہ انہوں نے ایک سوال raise کیا ہے اور اس کا جواب وہ لے رہے ہیں تو اس کے بعد اگر وہ مطمئن ہوں تو پھر اس کے بعد آپ بات کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! ڈاکٹر فرزانہ نذیر ہماری ہیلتھ کی پارلیمانی سیکرٹری ہر ہسپتال کا visit کرتی ہیں تو میرا خیال ہے کہ ایمرجنسی کے علاوہ ان کو وارڈز میں بھی جانا چاہئے تو میں ان کے لئے کہتا ہوں کہ یہ کارڈیک سرجری کے وارڈ میں جائیں اور اس پروفیسر کا پتا کریں کہ وہ کتنے سالوں سے غیر حاضر ہے جو کہ leave پر بھی نہیں ہے اور صرف اپنی تنخواہ لے رہا ہے تو اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ہمارے پاس پہلے ہی کارڈیک سرجن بہت کم ہیں اور بڑی مشکل سے یہاں آتے ہیں۔ let them go to any international country یہاں اگر وہ آتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑا اچھا کام کرتے ہیں---

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! یہی میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اگر کوئی کارڈیک سرجن آپ کے ملک میں آتا ہے تو اس کو کام کرنے دیں اور اگر ہم ان پر اعتراضات کریں گے تو they can go to any other country.

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں بھی یہی عرض کر رہا ہوں کہ جس ڈاکٹر کارڈیک سرجن نے آکر وارڈ چلایا He is a proper qualified Cardiac Surgeon working in a very prestigious international hospital اس نے آکر ہسپتال چلایا تو سفارشی پروفیسر نے آکر بند کیا جو خود چھٹی پر ہے اور پاکستان میں نہیں ہے۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ وہ کارڈیک سرجن جو باہر سے آسٹریلیا سے آیا اور ڈاکٹر صاحب کو پتا ہے کہ وہ کتنا قابل ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کی اس سے دوستی بھی ہے لیکن پتا نہیں ان کی کیا مجبوری ہے کہ وہ کارڈیک سرجن یہاں سے واپس جا رہا ہے تو میں انہیں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ وہ جو machine for heart surgery اور

volvesوغیرہ اپنے ساتھ لایا تھا وہ ان چیزوں کو پیک کر کے واپس جا رہا ہے۔ خدارا! اس کارڈیک سرجن کو روکیں اور جو سفارشی so called Cardiac Surgeon بنا ہوا ہے اور وہاں پر فرانس میں لیدر گارمنٹس کا کام کر رہا ہے جبکہ یہی ڈاکٹر تین سال سے یہاں جناح ہسپتال میں کارڈیک سرجری کا پروفیسر بنا ہوا ہے، چھٹی پر بھی نہیں ہے لیکن اس کے پاسپورٹ سے verify کیا جا سکتا ہے تو اس کا جواب آنا چاہئے کیونکہ یہ لاہور اور پنجاب کے شہریوں کی صحت کا معاملہ ہے اور آپ کو پتا ہے کہ دل کے مریضوں کے پاس کوئی facility نہیں ہے، ان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے تو اس کا جواب آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو پہلے تحریک التوائے کار نمبر 680 کی بات ہونے دیں اور دیکھیں I should first complete that and then I shall go to the other وہ جواب دیں گے لیکن پہلے عظمیٰ زاہد بخاری کی تحریک التوائے کار کو تو ختم کرنے دیں or she should withdraw and then I shall move to the other side. Do you want to withdraw it?

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: NO. NO. جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح ڈاکٹر اسد اشرف صاحب نے کارڈیک ڈاکٹر صاحب کے بارے میں توجہ دلائی ہے تو یہ تمام گریڈ کے آفیسر جو ہیں، پیرا میڈیکل سٹاف جو ہے ان سب کی efficiency کے ساتھ ہی سسٹم چلتا ہے یعنی ہسپتال ڈاکٹر کے بغیر بھی نہیں چل سکتا اور ہسپتال پیرا میڈیکل سٹاف کے بغیر بھی نہیں چل سکتا تو جہاں تک ڈاکٹر اسد اشرف صاحب کی بات ہے وہ بڑی valid ہے اس پر میں سمجھتی ہوں کہ وزیر موصوف کو جواب دینا چاہئے۔ دوسری بات جو کہ میری تحریک التوائے کار کی ہے تو یہ وہ سب لوگ ہیں جن کی رپورٹیں ایم ایس صاحب نے یا وہاں کے concerned ایڈمنسٹریٹو آفیسر نے بنائی ہوتی ہیں اور وہاں ان کی پسند ناپسند چلتی ہے۔ اس ملک میں تمام بڑے سے بڑے عہدوں کے اوپر پسند اور ناپسند چلتی ہے تو یہ غریب تو ویسے ہی چھوٹے چھوٹے لوگ ہیں کہ جن کو اگر ایم ایس صاحب کے گھر میں یا میں یہاں پر بالکل categorically کہنا چاہتی ہوں کہ جن لوگوں کی یہاں پر بات کی گئی ہے تو ان میں سے mostly وہ خواتین وہاں کے ڈاکٹروں کے گھروں پر privately کام کرتی ہیں اور ان عورتوں سے اپنے گھروں میں کام لیا جاتا ہے اور جب وہ خواتین گھروں میں کام کرنے کے لئے نہ آ سکیں تو ان کے اوپر یہ allegation لگا کر ان کی تنخواہیں کاٹ لی گئیں۔ بالکل ڈیپارٹمنٹ کی efficiency کے اوپر

ڈاکٹر صاحب کو غور کرنا چاہئے اچھی بات ہے لیکن جو ground facts ہیں، جو ایک reality ہے اس سسٹم میں کرپشن کی اور accountability کی اس کو بھی دیکھیں کہ یہ کارروائی ان کے خلاف کس نے کی ہے اور اس میں پسند و ناپسند اور چہیتے لوگ کون تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے آپ کو جو وضاحت پیش کی ہے کہ اس میں ابھی ان کی ایک مہینے کی تنخواہ روکی ہے لیکن اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو آپ ان سے مل لیں اور وہ اس کو دور کر دیں گے انشاء اللہ۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: He has an open arm آپ کے point of view کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی نہ کوئی فیصلہ کریں گے۔ آپ ان سے مل لیں تو اس سلسلے میں آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بات کیسے کروں بتائیں ناں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ بس کریں اور اس کو چلنے دیں۔ بی بی اب آپ بیٹھیے، جی رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Adjournment Motion کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ حکومت کے علم میں یہ بات لائی جائے۔ ڈاکٹر طاہر صاحب ماشاء اللہ بڑے کوالیفائیڈ آدمی ہیں، آپ نے بالکل صحیح بات کی ہے کہ ملک میں Cardiac Surgeon نہیں آ رہے ہیں اگر ایک ڈاکٹر جس کو یہ پروفیسر بتا رہے ہیں کہ فرانس میں گارمنٹس کا کاروبار کر رہا ہے اس کی illegal appointment اور irregular ہے تو ڈیپارٹمنٹ میں اس کی appointment کیوں ہوئی ہے؟ اگر ہو گئی ہے تو He is not present in the Jinnah Hospital اور جو ایسوسی ایٹ کام کر رہا ہے اس کو کام نہیں کرنے دیا جا رہا ہے اب وہ واپس جا رہا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ verify کریں کہ اس نے جناح ہسپتال میں کتنی دیر، کتنے آپریشن کئے ہیں؟ کیا اس کی legal appointment تھی through proper channel ہوئی ہے، تیسرا یہ کہ کیا وہ پاکستان میں رہتا ہے یا نہیں رہتا؟ ان تین چیزوں کی تحقیق کے بعد منسٹر صاحب جواب دے دیں کیونکہ یہ بڑا اہم issue ہے آپ نے خود فرمایا ہے کہ پہلے تو اچھے ڈاکٹر لاہور سے باہر نہیں جاتے۔ اگر لاہور میں ایک Cardiac Surgeon appoint کیا گیا ہے جو بغیر کسی کام کے تنخواہیں لے رہا ہے تو کیوں؟ آج تک اس نے یہ معلوم کیا کہ کتنے آپریشن کئے ہیں؟ اس طرح یہ آپ کے ریکارڈ میں بات آ جائے گی تو میں چاہوں گا کہ وزیر صحت اس پر ذرا

وضاحت فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! سوال تو ملتان کی ایل ایچ ڈبلیو لیڈی سپر وائزر کے متعلق تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ جواب آپ نے دے دیا، آپ اس سلسلے میں جو بھی ان کی help کر سکتے ہیں تو کر دیں and it is being disposed of on the assurance by you that you will look into it.

وزیر صحت: جناب سپیکر! جہاں تک Cardiac Surgeon کے بارے میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب نے پوچھا ہے تو I would like to have some details ڈاکٹر اسد اشرف صاحب میرے بھائی، ہیں ہماری ملاقات ہر دوسرے تیسرے دن ہوتی رہتی ہے تو میں انہیں invite کرتا ہوں اور ان کو record پیش کر دیا جائے گا جس ڈاکٹر یا پروفیسر کا ذکر بھی کر رہے ہیں ان کی appointment کیسے ہوئی اور کتنے آپریشن کئے؟ یہ سب specialists ہیں Cardiac Surgery, Neuro Surgery, Oncolgy ان میں acute shortage ہے public sector میں اور I think ہمیں تو out of the way ہو کر ایسے لوگوں کو invite کرنا چاہئے۔ میں welcome کرتا ہوں ان young doctors کو جن کی یہ بات کر رہے ہیں۔

To join the Government service and work over here but at the same time we do not want to force people who are not willing to work in our conditions.

گورنمنٹ سروس میں کوئی bondage کا سسٹم تو ہے نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم دو لاکھ، تین لاکھ یا چار لاکھ نہیں دے سکتے لیکن بہت سارے لوگ کم پیسوں پر بھی وہ ڈیوٹی دے رہے ہیں اور اگر ہم یہ discrepancies create کرنا شروع کر دیں تو ٹھیک ہے کیونکہ ایک شخص کی ڈیمانڈ ہی اتنی high ہے اور دوسرا جو اسی level کا کوالیفائیڈ ہے وہ دس ہزار روپے میں کام کر رہا ہے اور ایک کہہ رہا ہے کہ مجھے یہ بھی دیں عہدہ بھی دیں تو تب میں یہ کام کروں گا تو حکومت کیسے discrepancies create کر سکتی ہے؟ یہاں بہت بہت کوالیفائیڈ لوگ ہیں جنہوں نے ڈبل ڈبل F.R.C.S کیا ہوا ہے اور وہ ہمارے گریڈ میں رہ کر کام کرتے ہیں۔ پندرہ بیس ہزار روپے کی تنخواہ سے کام کرتے ہیں اور ہم نے ان کو پرائیویٹ پریکٹس کی کھلی چھٹی دی ہوئی ہے but we cannot go by the

کہ مجھے یہ عہدہ دیا wishes and demands of each and every specialist جائے تو میں کام کروں گا۔ جہاں تک وہ پروفیسر صاحب کا تعلق ہے۔

I welcome Dr. Asad Ashraf in my Chamber. I will bring the files and put the record before him

کہ اس کی appointment کیسے کی گئی، اس کی شرائط کیا تھیں، اس کے بعد اگر کوئی اعتراض ہوا تو He can bring it on the floor of the House.

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون کریمینل پراسیکیوشن سروس (تشکیل، فرائض اور اختیارات) پنجاب مصدرہ 2005

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی، اب Adjournment Motion ختم کی جاتی ہے۔ جی، وزیر قانون!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I introduce:

The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill, 2005.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill, 2005 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under rule 94 read with rule 187 of the constitution it is referred to the Special Committee consisting of the following members with the direction to submit its report by 31-11-2005.

1. Ch Abdullah Yousaf
2. Mr Muhammad Azeem Ghumman

3. Mr Abid Hussain Chatha
4. Mr Sibqatullah Chaudhry
5. Ch Waheed Asghar Dogar
6. Ch Javed Ahmad
7. Ms Misbah Kokab
8. Mrs Saba Sadiq
9. Malik Ibrar Ahmad
10. Raja Riaz Ahmad
11. Syed Ihsan Ullah Waqas
12. Mr Muhammad Riaz Shahid

Ch Javed Ahmad shall be the Convener of the Committee.

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ بل جو introduce کیا گیا ہے میں اس پر وزیر قانون کی وضاحت چاہوں گا کہ Does it hit by the 6th Schedule? جو 6th Schedule میں constitutional پابندی ہے کیا وہ اس پر لاگو ہوتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ ذرا دوبارہ فرمادیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کچھ legislations ایسی ہیں جن پر پابندی لگائی گئی ہے کہ without prior permission of the President ان پر legislation نہیں ہو سکتی جب ایسی legislation ہو گی تو اس میں amendment بھی نہیں دی جا سکتی تو وہ 6th Schedule میں cover ہے یہ جو کر رہے ہیں to establish a Criminal Prosecution Service in Punjab کیا یہ covered by the Police Orders ہے؟ اگر یہ 6th Schedule میں cover ہے تو اس میں prior permission of the President amendment نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں گزارش ہے کہ یہ 6th Schedule میں covered نہیں ہے یہ ایک ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی requirement تھی اور چاروں صوبے اپنے ہاں independent prosecution service establish کر رہے ہیں اور اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے پنجاب میں بھی یہ independent prosecution service establish کی جارہی ہے اور اب چونکہ کمیٹی کو refer ہو چکا ہے، کمیٹی کی رپورٹ آئے گی جو معزز اراکین اس میں amendment دینا چاہیں وہ دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں تھوڑی سی

Please correct, it is "to submit its report by 31-12-2005" and not 31-11-2005

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 24-نومبر 2005 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔